قاتل کون ہے



لالہ رام دتا مل اینڈ سنز تاجران کتب بیرون لوہاری دروازہ لاہور

دلچسپ حیرت انگیز اور سنسنی خیز ناولوں کا سلسلہ

نارائن اپنیاس لہری

پہلی لہر

قاتل کون ہے

سراغرسانی اور جاسوسی کا ایک عجیب وغریب ناول

بنگال کے مایۂ ناز جاسوسی ناول نویس

بابو پانچ کوڑی دے

کے ایک نہایت پرزور۔ دلسوز اور مقبول عام جاسوسی ناول کا اردو ترجمہ

جسکو

صوبۂ پنجاب کے مشہور ومعروف جادو رقم فسانہ نگار

مہاشہ نارائن

(مصنف نارائن رام چرتر۔ نارائن کرشن چرتر۔ نارائن کرشن اپدیش۔ نارائن دیانند چرتر۔ سوامی رام تیرتھ چرتر وغیرہ وغیرہ اصلی بنگالی سے براہ راست اردو میں ترجمہ کیا)

اور

لالہ رام دتہ مل اینڈ سنز مالکان آریہ بک ڈپو بیرون ہاریگوانہ لاہور

نے ۱۹۲۰ء میں

پرکاش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو راجپال پرنٹر کے چھپا

دوسری بار ۱۰۰۰ قیمت ۸ر

دیباچہ

معزز ناظرین!

آج نارائن ایک نیا تحفہ لے کر خدمت والا میں حاضر ہوتا ہے۔ یہ تحفہ نارائن چتر مالا کا کوئی نیا موتی نہیں۔ اس کے لیے آپ کو ابھی کچھ عرصہ تک اور انتظار کرنا پڑیگا نارائن دیانند چتر زیر طبع ہے۔ جو جلد آپ کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ جو تحفہ نارائن آج آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اس نئے سلسلے کا پہلا نمبر ہے۔ جس کو سخت عدیم الفرصتی کے باوجود بھی نارائن نے اپنے دیرینہ کرمفرما اور پبلشر لالہ نرائن دت سہگل اینڈ سنز مالکان آریہ بک ڈپو لاہور کی حسب فرمائش شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ کا نام "نارائن اپنیاس لہری" ہے۔

ارادہ ہے کہ اس لہری کی لہروں کی صورت میں ناظرین باتمکین کی خدمت میں طرح طرح کے دلچسپ۔ دلاویز سبق آموز۔ نتیجہ خیز۔ حیرت انگیز اور سنسنی پیدا کرنے والے ناول پیش کئے جائیں۔ یہ ناول جاسوسی مجلسی تاریخی اور تخیلی اور ہندوستان کی مختلف ترقی یافتہ زبانوں۔ بنگالی۔ مرہٹی۔ گجراتی۔ ہندی انگریزی وغیرہ وغیرہ کے ترجمہ ہونگے۔ جن کا مطالعہ ناظرین کے لئے ویسا ہی پرلطف اور طرب خیز ہوگا۔ جیسا کہ چترمالا کا۔

اس سلسلہ کے پہلے نمبر کے طور پر جو ناول ہم نے تجویز کیا ہے۔ وہ صوبہ بنگال کے مشہور و معروف ہردلعزیز جاسوسی ناول نویس بابو پانچکوڑی دے کے ایک نہایت ہی دلچسپ اور پرمعنی ناول کا اردو ترجمہ ہے۔ یہ ناول جہاں ایک طرف جاسوسی اور سراغرسانی کے نقطہ خیال سے نہایت دلچسپ ہے اور وہاں "سری

طرف مجلسی نقطۂ خیال سے بھی از حد سبق آموز و نصیحت خیز ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح ایک کوتہ اندیش باپ ہونہار نوجوان یوگیش کی ذاتی لیاقت اور قابلیت کو نظر انداز کرکے مال و دولت کے لالچ سے دولتمند لیکن بدچلن اوباش۔ عیاش اور شرابخور ششی بھوشن کے ساتھ اپنی لڑکی لیلا کی شادی کر دیتا ہے۔ اور اس امر کا کچھ خیال نہیں کرتا۔ کہ اسکی پیاری بیٹی لیلا اس دوسرے نوجوان کو بچپن ہی سے پیار کرتی تھی۔ اور وہ نوجوان بھی اس پر ہزار جان سے عاشق تھا۔ بوڑھے کوتہ اندیش باپ کو اس کا لڑکا اور بیوی اس رشتہ سے باز رکھنے کی ہرچند کوشش کرتے ہیں۔ لیکن وہ خود پرست اپنی بات کے سامنے کسی کے ایک نہیں چلنے دیتا۔ اور آخر اپنی نورِ نظر کو اس بے اصولے شخص کے حوالہ کرکے اندھے کنوئیں دھکا دیدیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بے جوڑ شادی سے صرف لیلا اور اس کے عاشق زار یوگیش کی زندگی ہی تلخ نہیں ہوگئی۔ بلکہ خود بوڑھے باپ کو بھی چین نہیں ملا۔ لڑکی کی ماں اور اس کے بھائی کی جان بھی عذاب میں پھنس گئی۔ کیونکہ وہ بے اصولا شخص ششی بھوشن لیلا کیساتھ سخت بدسلوکی روا رکھتا ہے۔ اور بدمست ہوکر اسے مارتا پیٹتا بھی ہے +

انجام یہ ہوتا ہے کہ دونوں عاشق و معشوق یعنی یوگیش اور لیلا کی جانیں ایک عجیب طریق پر ضائع ہوجاتی ہیں۔ اور انہیں عین عالم شباب میں اس دنیا کو خیرباد کہنا پڑتا ہے +

اس ناول میں صوبہ بنگال کی جس خرابی کے خلاف آواز اُٹھائی گئی ہے۔ وہ کلین برہمنوں کا درجنوں شادیاں کرکے ناکردہ گناہ معصوم لڑکیوں کو مصیبت میں پھنسانے اور نفس امارہ کا شکار بنانے کی مذموم رسم ہے۔ بدقسمتی سے گو ہندوستان

بھی ان بدنصیب لڑکیوں میں سے ایک تھی۔ جو کہ اپنی کمزوری کے لمحوں میں کششی بھوشن کی گناہ آمیز ترغیبات کا شکار ہو کر گناہ کے تاریک غار میں گر گئی ٭

غرضیکہ ہر لحاظ سے یہ ناول جو اسوقت آپکی دست بوسی کر رہا ہے آپکی سرپرستی کا مستحق ہے۔ اور پرماتما نے چاہا تو اس سلسلے کے آیندہ ناول اُس سے بھی زیادہ سبق آموز اور دلچسپ ہونگے۔ اس لئے امید ہے کہ کرمفرما ناظرین اس سلسلہ کی مستقل خریداری فرما کر نارائن اور اسکے پبلشروں کی حوصلہ افزائی فرمائینگے ٭

معزز ناظرین سے ان تعلقات کو دیرپا بنانے کے لئے نارائن کی درخواست پر اس کے پبلشروں نے یہ منظور کر لیا ہے کہ اس نادر و نایاب سلسلہ کے تمام ناول اُن معززین کو نصف قیمت پر نذر کئے جائیں جو کہ اس سلسلہ کی مستقل خریداری منظور فرمائیں اور آریہ بک ڈپو کو یہ حکم دیدیں کہ اس سلسلہ میں جسقدر ناول جب کبھی شایع ہوں وہ ان کی خدمت میں چھپتے ہی بلا طلبی بصیغہ وی۔ پی روانہ کر دئے جائیں۔ امید ہے کہ مالکان آریہ بک ڈپو کی اس فیاضانہ رعایت سے بہت سے ناظرین کرام فائدہ اُٹھائینگے اور اس کے مستقل خریدار بن کر ایک ناول کی قیمت میں دو دو ناول حاصل کریں گے ٭

لاہور گمٹی بازار
۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء

آپ کا دعاگو۔ نارائن

قاتِل کون ہے

تمہید

جیل خانے کی ایک کوٹھڑی میں ہم دو لوچپ چاپ بیٹھے تھے۔ کسی کی زبان سے کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ رات بہت گزر گئی تھی۔ تمام دنیا ہماری طرح خاموش تھی۔ اس تنہائی اور خاموشی میں صرف ہمارے سانسوں کی آمد و رفت کی آواز ہر لمحہ نہایت صفائی کیساتھ سنائی دیتی تھی۔ کچھ دیر بعد میں نے اپنی جیب سے اپنی گھڑی باہر نکال کر دیکھا اور کہا۔ "اوہ! ایک بج گیا"

میری زبان سے یہ سنکر کہ "رات کا ایک بج گیا" یوگیش بابو نے میری طرف دیکھ کر ایک سرد آہ بھری۔ اور اُٹھ کر کسی نہایت پریشانی اور تردد میں پھنسے ہوئے انسان کی مانند اسی کوٹھڑی میں اِدھر اُدھر گھومنے لگے۔ اس طرح چند منٹ گذار کر وہ یکایک پھر میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر نہایت بیقراری اور بیچینی سے کہنے لگے۔ آپ کے اس شریفانہ اور محبت آمیز برتاؤ کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ جیسا نیک مزاج اور فیاض طبع شخص میں نے اور کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے میرے معاملہ کے متعلق پہلے بھی مجھ سے بار ہا دریافت کیا۔ لیکن میں آپ کے سوالات کا جواب نہیں دے سکا۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری موجودہ

حالت پر غور کرینگے۔ تو آپ کو بآسانی معلوم ہو جائیگا۔ کہ میں اس جرم کا مجرم نہیں جس کا مجھ کو قصوروار سمجھا جا رہا ہے۔ آپ میرے متعلق جو حالات جاننے کے لئے آج اس تنہائی میں میرے پاس تشریف لائے ہیں۔ آج میں بلاکم وکاست ان کو آپ کے روبرو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ اس راز کا بارعظیم میری چھاتی پر رہے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی مجھے چین نہ پانے دیگا۔ یہ واقعہ کس طرح پر وقوع پذیر ہوا۔ یہ امر نہایت پر اسرار ہے! اول سے آخر تک اسکی داستاں سنے بغیر آپ پر یہ راز کسی طرح نہیں کھل سکتا۔ اگر آپ براہ مہربانی کچھ دیر اور میرے پاس ٹھیرنے کی تکلیف گوارا کریں تو میں یہ سب حالات آپ سے عرض کروں۔ اس واقعہ میں کوئی اخلاقی سبق نہیں۔ یہ محض اکشے بابو کی تیز فہمی اور باریک بینی کی ایک ایسی داستان ہے جس کا ثانی تلاش کرنے پر بھی مشکل سے ہی مل سکے گا۔ اکشے بابو ایک نہایت نکتہ رس اور تیز فہم ڈیٹیکٹو (جاسوس) ہیں۔ اگر کبھی کوئی مشکل میں گرفتار ہو اور وہ ان اکشے بابو سے مدد کی درخواست کرے تو مجھے یقین کہ وہ اس کے لئے بلا رو رعایت انصاف حاصل کرنے میں کسی طرح کا فروگذاشت نہ کریں گے۔ یہ ہی اُن کا سب سے بڑا وصف ہے"۔

میں نے یوگیش بابو کی اس بات پر دہان سے تو کچھ نہیں کہا۔ لیکن اپنی نگاہوں اور سر کے ہلانے سے اُن پر یہ ظاہر کر دیا کہ میں صرف اُن کی رام کہانی سننے کے لئے تیار ہی نہیں بلکہ دل سے شائق ہوں۔ اس لئے میں ذرا سنبھلکر بیٹھ گیا۔ اور یوگیش چندر نے اپنی رام کہانی اس طرح بیان کرنی شروع کی+

حصّہ اوّل

یوگیش چندر کی رام کہانی

پہلا باب

ہائے لیلا

میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اکشے بابو کو اُسوقت کیا دل ہیں سوچکر اپنے کام پر لگا یا تھا حیرت یا خوف۔ حیرت یا غصہ اور حیرت یا پچھتاوے اِن میں سے کسی ایک کے باعث میں کچھ دیوانہ سا ہو گیا تھا۔ اگر آپ نے بھی کبھی کسی سے محبت کی ہوگی۔ وہ محبت جس کو کہ عشق صادق کہتے ہیں۔ تو آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ اسوقت میں کیسی سینہ فگار کرنیوالی تکلیفات میں مبتلا تھا۔ تعجب ہے کہ میں اُن اذیتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرتا ہُوا ابتک زندہ ہوں +

میں بچپن سے ہی لیلا کا عاشق زار تھا۔ لیلا بھی مجھے دل وجان سے چاہتی تھی۔ ہماری محبت اور اُلفت کی نظیر ڈھونڈے سے بمشکل مل سکے گی۔ ہائے! کیا میں مر کر بھی کبھی لیلا کو بھول سکوں گا +

بچپن سے میں یہ سنتا تھا کہ میری شادی لیلا کیسا تھ ہوگی۔ اُسوقت اگرچہ مجھے یہ معلوم بھی نہ تھا۔ کہ شادی کس چڑیا کا نام ہے۔ لیکن پھر بھی یہ بات سن کر میرے دل میں ایک طرح کی خوشی اور اُمنگ پیدا ہوتی تھی۔ اسکے بعد جوان ہونے پر بھی وہی خیال جوں

کا توں قائم رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمیں دولت و ثروت میں اپنا ہمسر اور ہم پلہ نہ پاکر لیلا کے پتا میرے ساتھ اُسکی شادی کرنے پر کچھ زیادہ رضامند نہ تھے۔ لیکن پھر بھی لیلا کی ماں اور اُسکا بڑا بھائی نریندر ناتھ لیلا کی شادی میرے ساتھ کرنے کیلئے ہی بضد تھے +

نریندر ناتھ میرا ہم جماعت اور لنگوٹیا یار تھا۔ اور ہم دونوں میں خوب گہری گھٹتی تھی۔ غرضیکہ اُن کے سخت اصرار پر آخر لیلا کے پتا جی کو بھی ہماری شادی کیلئے رضامندی ظاہر کرنی پڑی۔ اور اس بات کا یقینی طور پر فیصلہ ہو گیا کہ لیلا ایک دن میری ہو گی۔ اور میں اسی خیال میں محو ہو کر لیلا کے نشہ محبت سے ہمیشہ سرشار رہنے لگا +

بدقسمتی سے میری ماں بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹر نے تبدیل آب ہوا کرانے کا مشورہ دیا لاچار مجھے اُسے لے کر اور لیلا کی فرقت کا سنگ گراں اپنی چھاتی پر رکھ کر وئید ناتھ جانا پڑا۔ لیکن اس آب ہوا کی تبدیلی سے بھی کچھ نہ ہوا۔ صحت تو درکنار مریضہ کی حالت دن بدن بگڑنے لگی۔ اور آخر اس نے وہیں پردیس میں جان دیدی +

ماں کے سوا اُس وقت اِس دُنیا میں میرا اور کوئی نہ تھا۔ اُسکی موجودگی سے ہی دنیا کے ساتھ میرا واسطہ تھا۔ اس لئے اس کے نہ رہنے پر دنیا کے تمام ساز و سامان سے میرا تعلق ٹوٹ گیا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ ہر طرف ہو کا عالم نظر آنے لگا۔ اس تاریکی اور ویرانی میں اس بیکسی اور بےبسی میں اس بے یاری اور بےغمگساری میں صرف ایک لیلا ہی تھی۔ جس کا خیال میرے دل میں جہاں نا امیدی اور مایوسی ہر طرف چھائی ہوئی تھی ایک پر نور آفتاب کی مانند امیدوں اور آرزوؤں کی کرنیں پھیلا رہا تھا۔ اور میرے مستقبل کو روشن بنا رہا تھا +

مجھے اس غربت و بے وطنی میں ایک سال گزر گیا۔ اس مصیبت اور اذیت سے رہائی پاکر رنج و غم کے بھاری بوجھ سے دبا ہوا جب میں آرام اور اطمینان حاصل کرنے کی امیدیں اپنے پہلو میں لئے وطن میں واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ لیلا

میری نہیں رہی۔ اُس کی شادی ہو گئی اور اب وہ غیر کی ہے۔ میرے لئے اب اُس کا خیال تک بھی اپنے دل میں لانا سخت گناہ ہے۔ یہ سنتے ہی میرے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ پیروں تلے سے دھرتی نکل گئی۔ چہرے کا رنگ فق ہو گیا چھاتی دھڑکنے لگی۔ دل بیقرار پہلو میں مچلنے لگا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے سر چکرا گیا۔ جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ آنکھوں ہی کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا۔ اور میں دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر یاس کی مجسم تصویر بن کر زمین پر بیٹھ گیا۔ آہ! کاش کہ یہ خبر سننے سے پہلے ہی میری جان نکل جاتی اور تعجب تو یہ ہے کہ یہ سنکر بھی میں زندہ کیسے رہا۔

بعد میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ لیلا کے پتا نے یہ بیاہ زبردستی کر دیا اور اپنی گھر والی اور بیٹے کی اس بارے میں کچھ بھی نہ چلنے دی +

جس خوش نصیب کیساتھ لیلا کا بیاہ ہوا تھا۔ اس کا نام ششی بھوشن بابو ہے۔ میں اُس سے واقف ہوں۔ پہلے میرا اس سے میرا خوب یارانہ تھا۔ خبثِ قسمت سے عین بھری جوانی میں ششی بھوشن کے سر سے سایہ پدری اُٹھ گیا۔ جوانی دیوانی مشہور ہے اور پھر کھلی دولت کا ہاتھ میں آنا۔ دیوانہ کے ہاتھ میں تلوار۔ جو بھی کرے سو تھوڑا ششی بھوشن کی بھلائی برائی میں تمیز کرنے کی طاقت رفو چکر ہو گئی۔ دن رات شراب ناب کا دور چلنے لگا۔ اور اس نے عیاشی داد باشی پر خوب کس کر کمر باندھ لی۔ اس کا یہ بگڑا ہوا رنگ ڈھنگ دیکھ کر میں نے اس سے اپنا ربط ضبط کر لیا۔ کبھی چلتے پھرتے راستے میں مل گئے تو صاحب سلامت ہو گئی ورنہ خیر۔ آخر یہ بھی جاتی رہی +

ششی بھوشن کی تین چار ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمدنی تھی۔ اسی کے بل بوتے پر وہ کچھ نہ کچھ قرض دام کرتا ہوا گلچھرے اُڑا رہا تھا۔ اسی کے سہارے شراب کا دور چلتا تھا۔ اور ناچ رنگ کی محفلیں گرم ہوتی تھیں۔ ہائے! وہی شرابی کبابی زنانی اور آوارہ مزاج ششی بھوشن لیلا کا شوہر بنا +

بعد میں لوگوں سے اور خاصکر لیلا کے بھائی نرنیدر کی زبانی رفتہ رفتہ میں نے یہ بھی سنا کہ لیلا کا شوہر اسکے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھتا ہے - دن رات نشہ میں سرشار رہتا ہے! ورجس روز اسکے سر پر نشہ کا بھوت زیادہ تیزی کے ساتھ سوار ہو جاتا ہے! اس روز. وہ بدبخت اس بیچاری پر ہاتھ چلانے سے بھی باز نہیں رہتا +

نرنیدر ناتھ سے جسدن میری ملاقات ہوئی - اُسی دن اس بیچارے نے میری مصیبت پر زار زار آنسو بہاتے ہوئے - اور اپنے باپ کی غیبت اور بدگوئی کا گناہ عظیم سر پر لیتے ہوئے یہ سب دُکھ بھری کہانی مجھ سے بیان کردی - لیکن اب سوائے کف افسوس ملنے کے اور کیا ہو سکتا تھا +

بدقسمت لیلا کا باپ اپنی نازوں پالی لڑکی کی یہ ناگفتہ بہ مصیبت دیکھنے کے لئے اس دنیا میں زندہ نہ تھا - وہ کچھ عرصہ ہوا اپنی اس غلطی پر پچھتاتا اور آٹھ آٹھ آنسو بہاتا ہوا اس دنیا سے کوچ کر گیا تھا - اس لئے اُسے اپنی کوتہ اندیشی اور کج فہمی کا جوکہ اُس نے لیلا کی شادی کرنے میں کی تھی افسوسناک نتیجہ زیادہ عرصے تک دیکھنا نہ پڑا! +

دوسرا باب

دو سال کے بعد ملاقات

اسی طرح ایک سال گزر گیا - اگرچہ لیلا کے شوہر ششی بھوشن بابو کا مکان لیلا کے میکے سے کچھ زیادہ فاصلے پر نہ تھا - اور آدمی ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر وہاں سے یہاں تک آ جا سکتا تھا - لیکن پھر بھی ششی بھوشن بابو نے لیلا کو

اس ایک سال کے عرصہ میں کبھی اپنے میکے نہ آنے دیا ۔

نریندر کی زبانی مجھے معلوم ہُوا ۔ کہ لیلا نے بھی اس بارے میں کبھی کچھ زیادہ اصرار نہیں کیا ۔ اس کی وجہ یہ بھی کہ والد کی وفات کے موقعہ پر ایک مرتبہ اس نے اپنے میکے جانے کے لئے نہایت اصرار کیا تھا ۔ لیکن سنگدل ششی بھوشن پر اس غریب کی عاجزی انکساری التجا ۔ درخواست یا رونے دھونے کا کچھ اثر نہیں ہُوا ۔ اس روز سے بیچاری لیلا مایوس ہوگئی ۔ اور میکے جانیکا ذکر تک بھی کبھی زبان پر نہ لائی ۔

لیکن اس سال درگا پوجا کے موقعہ پر لیلا ایک مرتبہ اپنے میکے آئی ۔ پوجا کے راگ رنگ یا چہل پہل میں شریک ہونیکی غرض سے نہیں ۔ بلکہ محض اپنی مریضہ ماں کے آخری درشن کرنے کے لئے ۔ کیونکہ اپنی ماں کا حکم پاکر اور اُس غریب کی زیست کی کوئی امید نہ دیکھ کر اس مرتبہ نریندر ناتھ ششی بھوشن کے گھر سے اپنی بہن کو رخصت کرانے کے لئے خود گیا ۔ اور نہ جانے اس سنگدل ششی بھوشن کو راہ راست پر لانے اور لیلا کو میکے جانے کی اجازت دلانے کے لئے نریندر ناتھ کو ششی بھوشن کی کتنی کتنی منت سماجت ۔ خوشامد اور چاپلوسی کرنی پڑی ۔ اور اُسے کیسے کیسے آتا چڑھاؤ دکھا کر قابو میں لانا پڑا ۔ ششی بھوشن نے بھی نہ معلوم کیا آئی جاتی دنیا دیکھی جو اجازت دیدی ۔ اور اس طرح بیچاری قسمت کی ماری لیلا کو اپنی ماں کے آخری درشن نصیب ہوگئے ۔

میں نریندر کی مریضہ ماں کو دیکھنے اور اُس کا حال دریافت کرنے کے لئے ہر روز بلاناغہ اُن کے گھر جایا کرتا تھا ۔ وہ گھر میرا اپنا سا ہی تھا ۔ وہاں میں جب چاہتا تھا بلا روک ٹوک آجا سکتا تھا ۔ اس لئے اس روز بھی سیدھا منہ اُٹھائے اندر چلا گیا اور مجھے کسی نے نہ روکا ۔

شام ہوگئی تھی اشٹمی کا چندرماں اپنی ہلکی ہلکی پُرنور کرنوں سے ہر چہار طرف

روشنی اور مسرت برسا رہا تھا۔ صاف شفاف نیلگوں آسمان میں ہیروں کیطرح جگمگ جگمگ کرتے ہوئے ستاروں کے چراغ روشن تھے۔ پاس بہتی ہوئی ندی میں اٹھکیلیاں کرنیوالی لہروں کا دلپسند نغمہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت مستانہ انداز سے آرہا تھا۔ سامنے چلتی ہوئی سڑک پر کوئی راہگیر لڑکا مزے میں آکر نہایت شیریں آواز میں یہ گیت گا رہا تھا:۔

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے — تیری شیریں ادا نے مارا مجھے
ہجر میں تیرے جانِ جہاں اب — جینا نہیں ہے گوارا مجھے

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے

آجا آجا۔ لگ جا گلے سے — موت سے موہے بچا را مجھے

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے

ورنہ مروں گا تڑپ تڑپ کر — زیست کا اب نہیں یارا مجھے

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے

آجا آجا۔ درس دکھا جا — جلا نہ یوں مہ پارہ مجھے

تیری بانکی ادا نے مارا مجھے

وہ اپنے راگ میں مست تھا۔ اہا ہا اس گانیوالے لڑکے کے دل میں اسوقت خوشی اور سرور کا سمندر کیسا لہریں مار رہا تھا۔ اس کے لفظ لفظ سے بشاشت ٹپک رہی تھی۔ آہ! میں غمزدہ مردہ بشکل زندہ انسان اس کے دل کی پرلطف حالت کو کیا جان سکتا ہوں۔ میرے دل میں جو قدرتی آگ دھدک رہی ہے مجھے تاعمر اسکی تپش برداشت کرنی ہوگی۔ میں جس طرف نظر ڈالتا تھا اسی طرف مجھے شادمانی اور فرحت پھیلی نظر آتی تھی۔ چندرماں خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا

تھا۔ تارے مسکرا مسکرا کر آنکھیں مٹکا رہے تھے۔ ہوا دلی مسرت سے اٹھکھیلیاں کرتی ادھر اُدھر پھر رہی تھی۔ آم کے درختوں پر کھلے ہوئے پھول نہایت شادمانی سے چاروں طرف اپنی خوشبو پھیلا رہے تھے۔ کوئل اور پپیہے آنندمیں مگن ہو کر اپنے کوکو اور پی پی کے راگ گا رہے تھے۔ غرضیکہ قدرت خوشی اور مسرت کے سمندر میں غوطہ لگا کر نکلی ہوئی ایک لاثانی حسین مہ جبین کی مانند ہر طرف اپنے بےنظیر حسن وجمال کا پورا پورا نظارہ پیش کر رہی تھی۔ ہائے میں۔ صرف میں بدقسمت بحر غم میں غوطہ زن تھا میرے دل کو نہ اطمینان نصیب تھا۔ نہ امید مجھے اپنا نہ کچھ قرض دیتا تھا نہ مقصد میں ایک ایسے بے یار وغمگسار مسافر کی مانند تھا جس کی منزل مقصود کا کچھ پتہ نہ ہو اور جس کو کہیں بھی دم بھر ٹھہر کر سانس لینے کی اجازت بھی نہ ہو۔

مکان کے بیرونی دروازے پر نریندر کیساتھ میری ملاقات ہوئی وہ چونکہ اسوقت ڈاکٹر کو بلانے جارہا تھا اس لئے اس سے بھی اس روا روی میں کچھ زیادہ بات چیت نہیں ہوئی۔ میں مکان میں داخل ہو کر سیدھا اس کمرے کی طرف چلا جہاں نریندر کی ماں پڑی رہتی تھی۔ اور جا کر دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ نریندر کی ماں حسب دستور بستر علالت پر پڑی ہے۔ اور پاس ہی ایک عورت بیٹھی ہوئی آہستہ آہستہ اس کا سر دبا رہی ہے +

وہ عورت کسی اندھیرے گھر کا چراغ اور کسی کنگال گھر کی دولت دکھائی دیتی ہے۔ چراغ سے دھیمی دھیمی روشنی کی کرنیں آ آ کر اس بیچاری کے زرد زرد رخسار وں پر پڑ رہی ہیں۔ جن میں خون کی ایک بوند بھی نہیں جھلکتی تھی۔ اس کے چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی ہے۔ ہونٹوں تک سے صحت اور تندرستی کی گلابی رنگت اڑ چکی ہے۔ پہلے تو میں اُسے نہ پہچان سکا۔ لیکن فوراً ہی سمجھ گیا۔ کہ ہو نہ ہو لیلا ہی ہے ورنہ ایسی دلسوزی سے بڑھیا کی اور کون خدمت کر سکتا تھا۔ آج میں نے دو

سال کے بعد پہلی مرتبہ لیلا کو دیکھا تھا۔ لیکن ہائے! اس دیکھنے سے نہ دیکھنا ہی اچھا ہوتا +

ہائے! وہ لیلا جو موسم سرما کے صاف و شفاف آسمان میں چمکتے ہوئے پورنماشی کے چاند کی مانند ساکن اور بے حرکت نیلگوں پانی میں کھلے ہوئے خوبصورت کمل کے پھول کی طرح اپنے چاروں طرف نور اور سرور پھیلایا کرتی تھی۔ آج اس ناگفتہ حالت کو پہنچ گئی تھی۔ آہ آج وہی خوبصورت نزاکت اور ملاحت بھرا نازک بدن موسم خزاں میں کملائی اور مرجھائی ہوئی خوبصورت بیل کی مانند دکھائی دیتا تھا۔ آہ! وہ اس کی خوبصورتی سے شرمانے والی مست آنکھیں جن میں مسرت اور شادمانی کا سمندر لہریں مارا کرتا تھا آج دھندلائی ہوئی سی دکھائی دیتی تھیں۔ میں اپنے بار الم سے دبے ہوئے بیقرار دل کو دونوں ہاتھوں سے سنبھال کر لیلا کی طرف دیکھنے لگا۔ اور تن کی آن میں سر سے پاؤں تک پسینہ میں نہا گیا۔ آہ! آہ! تعجب ہے حیرت ہے۔ کیا دو سال میں ہی ایک انسان میں ایسی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے +

میں نے اپنے دل ہی دل میں پرارتھنا کی " ہے کرونا بھنڈے! ہے اناتھ کے ناتھ! بے سہاروں کے سہارے! بے یاروں کے یار! بے غمگساروں کے غمگسار جس کو حاصل کرنے کی امیدیں میں نے چھوڑ دی ہے۔ جس کے خیال تک کو بھی اپنے دل میں جگہ دینے کا مجھ کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اسکی ایسی غمزدہ اور آفت رسیدہ تصویر! ہے پربھو! آپ نے مجھے کیوں دکھالی!

بھگوان! میرا دل ناقابل برداشت رنج و الم کے بار عظیم سے چور چور ہو رہا ہے کبھی ٹھنڈی نہ ہونیوالی یہ آتش غم مجھ کو خاک سیاہ کئے ڈالتی ہے۔ لیکن مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ پربھو! لیلا کو خوش رکھو۔ اُس کے چہرے کو جو اسوقت رنج و غم کے تاریک بادلوں سے گھرا ہوا ہے۔ خوشی اور مسرت کے پرنور آفتاب

کی کرنوں سے منوّر کرو۔ بس یہی میری آرزو ہے۔ اس کے سوا میں اور کچھ نہیں چاہتا

تیسرا باب

لیلا کا لال

مجھے دیکھتے ہی لیلا نے اپنے سر پر کپڑا ٹھیک کر لیا۔ وہ جلدی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور شرم سے گردن جھکائے کمرے سے باہر جانے لگی اس عجلت میں کھلے ہوئے دروازے سے اس کے سر میں چوٹ بھی لگ گئی۔ اور وہ ٹھٹک کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کسی قدر مضطربانہ لہجہ میں کہا۔ لیلا! ٹھیرو۔ بیٹھو۔ کیا تم نے مجھے نہیں پہچانا؟ +

میرا خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ لیلا کو پہچانتے ہی میرے دل میں خیالات پریشاں نے جیسی گھوڑدوڑ مچائی تھی۔ ویسی ہی لیلا کے دل میں بھی مچائی ہوگی میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ یہ لیلا اُس پہلی لیلا جیسی نہیں ہے +

خیر۔ اسی وقت پاس کے دوسرے کمرے میں سے ایک شیرخوار بچہ کے رونے کی آواز آئی۔ جسے سُن کر لیلا شرماتی ہوئی "آتی ہوں، آتی ہوتی ہوں" کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی +

میں اپنے خیال کے بے پایاں سمندر میں ڈوبا ہوا آگے بڑھا اور مریضہ کے پلنگ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ مریضہ اس وقت سو رہی تھی۔ اس کا منہ دوسری طرف کو تھا۔ اسلئے میں اسکی حالت نہ دیکھ سکا۔ اور میں نے پوچھا کہ "اب کیا حال ہے"؟ +

میری آواز سن کر مریضہ چونک پڑی۔ اس کی آنکھ کھل گئی مجھے دیکھ کر

اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں اسکے پلنگ پر ہی ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس کے بعد وہ بولی "بیٹا! کچھ اچھا حال نہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں اس مرتبہ نہ بچوں گی۔ تم نواسن اور لیلا پر کرپا درشٹی رکھنا۔ میں تمہیں ابتک اپنا بڑا بیٹا سمجھتی رہی ہوں تم بھی آیندہ انہیں اپنے چھوٹے بھائی بہن کی طرح سمجھنا۔ اب سوائے تمہارے اس دنیا میں اُن کا کوئی نہیں۔ ان کے بڑے بھائی باپ۔ ولی اور سرپرست جو کچھ بھی ہو تم ہی ہو +

یہ سن کر میں نے تسلی آمیز لہجہ میں کہا۔" ماتاجی! کیوں گھبراتی ہو۔ تم تو ابھی چند روز میں اچھی ہو جاؤ گی۔ رہی میری بات سو مجھ سے کچھ زیادہ کہنے سننے کی ضرورت نہیں یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہیں کہ نورن اور لیلا مجھے اپنے بڑے بھائی کی مانند سمجھتے ہیں اور آپ بھی اس امر سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کہ میں بھی اُنہیں اپنے چھوٹے بہن بھائی سمجھتا ہوں۔ میں ابتک ہمیشہ اُن کی بہتری اور بہبودی کا خواہاں رہا ہوں۔ اور آیندہ بھی عمر بھر ایسا ہی رہوں گا۔ پر ماتما نے چاہا تو آپ بھی جلد تندرست ہو کر ان دونو کا پورا پورا سکھ دیکھیں گی +

نریندر کی ماتا نے کہا۔ نہ بیٹا نہ اب میں جینا بھی نہیں چاہتی۔ نریندر کا تو مجھے کچھ فکر نہیں ہے۔ وہ تو بیٹے کی ذات ہے۔ لکھا دیا۔ پڑھا دیا۔ کھانے کمانے لایق بنا دیا۔ بڑے گھر میں اسکی شادی بھی کر دی۔ آج نہیں تو کل جیسے کیسے سنبھل جائیگا۔ اور اپنے قدموں پر آپ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائیگا مجھے صرف دکھیاری لیلا کا فکر ہے۔ اُسی کا غم کھائے جاتا ہے۔ اُسی کا پتی شرابی کبابی ہے۔ بدچلن ہے۔ ہائے کمبخت نے میری سونے کی لیلا کی کیسی حالت کر دی۔ دیکھتے ہی آنکھوں میں آنسو اُمنڈے چلے آتے ہیں۔ لیلا کی طرف سے مر کر بھی مجھے سکھ نہ ملے گا۔ آج لیلا یہیں ہے۔ بڑی مشکل سے اُسے بلایا ہے +

میں نے کہا "ہاں۔ میں نے بھی ابھی اُسے دیکھا تھا۔ میں تو پہلے اسے پہچان بھی سکا ⁂

لیلا کی ماں نے ایک آہ سرد بھر کر کہا "ہاں اب بیچاری ایسی ہی ہوگئی ہے" ⁂ یہ کہتے کہتے بڑھیا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے! اور اس نے انہیں اپنے آنچل سے پونچھتے ہوئے کہا "لیلا کی گود میں ایک لڑکا بھی ہے۔ تم نے دیکھا ہے؟" ⁂

میں نے کسی قدر مرجھائی ہوئی ہنسی ہنس کر کہا "نہیں" ⁂

چوتھا باب

لیلا کا پتی پریم

لیلا پاس کے کمرے میں ہی تھی۔ لیلا کی ماں نے اُسے پکارا۔ لیلا پرودھ چندر کو ذرا یہاں لے آ۔ تیرے یوگیش بھیا آئے ہیں اُنہیں دکھا" ⁂

بچے کے رونے پر لیلا کی گھبراہٹ سے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ یہ اُسی کا بچہ رو رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں لیلا اپنے ننھے بچے کو گودی میں لئے اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں کہ ہم بیٹھے تھے ⁂

میں نے دیکھا کہ وہی اس دن پردے ڈال کر گھر بنانیوالی مٹی کا آٹا۔ کچالو کے پتوں کا ساگ۔ چھوٹی چھوٹی کنکروں کی مچھلیاں بنا کر خوشی سے ہنستی مسکراتی ہوئی۔ جھوٹ موٹ کی رسوائی کھانے والی چنچل۔ چیل۔ چھوٹی سی لیلا آج ماں کے قابل تعظیم درجے کو پہنچی ہوئی ہے ⁂

لیلا آکر فرش پر بیٹھ گئی بچپن میں ہم دونو اسی کمرے میں بیٹھے کھیلا کرتے

تھے۔ تو تو میں میں کر کے جھگڑے کیا کرتے تھے۔ پھر کھیلنے لگتے تھے۔ اور یہاں ہی ہم ایک دوسرے کو قصے کہانی سنایا کرتے تھے۔ میری سمجھ میں نہ آیا کہ میں کس طرح۔ کس دن۔ یکایک اس بچپن کی بہشت سے نکالا گیا ہوں۔ جس کا نقشہ اب صرف میرے ذہن میں ہی موجود ہے۔ اگرچہ جو لیلا یہاں اس وقت موجود تھی۔ وہ لیلا نہیں تھی جس کو میں پہلے جانتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ میرے محلے کی لڑکی تھی میری پڑوسن تھی۔ اُسے میں ایک نظر دیکھنے آیا تھا۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ مجھے دیکھ کر شرمائے۔ یا مجھ سے پردہ کرے۔ اس لئے وہ بھی سر پر کپڑا ٹھیک کئے بیٹھی رہی۔ اور میں محبت سے اس کے بچے کو گود میں لئے کھلاتا رہا +

آہاہا۔ کیسا خوبصورت۔ گورا چٹا اور من لبھانیوالا بچہ تھا۔ اس کا منہ اسکی آنکھیں۔ اس کی بلند پیشانی بالکل لیلا کی مانند تھیں۔ میں نے سمجھا کہ اس پرانی ننھی لیلا کی یاد دلانے کے لئے اِس پربودھ چندر نے جنم لیا ہے۔ اور اسی لئے لیلا نے اس کا یہ نام رکھا ہے +

لیلا کی ماں نے لیلا کے نصیبوں کو بُرا بھلا کہہ کر اس کے سامنے ہی اسکے پتی کو گالیاں دینا اور اُسکی بدگوئی کرنا شروع کر دیا۔ جس سے لیلا کے غمزدہ چہرے پر رنج والم کی گھٹا اور بھی زیادہ گہری چھا گئی۔ کونسی ہندو عورت ایسی ہوگی جو اپنے شوہر کی بدگوئی سن سکتی ہو؟ خواہ وہ شوہر کیسا بدچلن۔ کیسا ہی آوارہ۔ کیسا ہی اوباش اور کیسا ہی عیاش کیوں نہ ہو۔ اور پھر لیلا تو اچھی تعلیم یافتہ اور ایک اعلےٰ خاندان کی لڑکی تھی۔ لیلا کی بھگتی اپنے پتی کے چرنوں میں اٹل تھی وہ اپنے بدچلن شوہر کو بھی دیوتا سمجھتی تھی۔ میں یہ دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔ اور میں نے دل ہی دل میں اُسے آشیرباد دی۔ "لیلا تو خوش رہ۔ تجھے خوش دیکھ کر مجھے بھی خوشی حاصل ہوگی" +

پانچواں باب

ششی بھوشن کی شرارت

لیلا کی ماں اس مرض سے جانبر نہ ہو سکی۔ اور اس کی پوتر آتما دوسری دنیا میں اپنے شوہر سے ملنے کے لئے چلی گئی۔ دو مہینے کے بعد بے ماں باپ کی لڑکی یتیم لیلا اپنے میکے سے آنسو بہاتی اپنے سسرال کو چلی گئی۔ اور بیچاری پھر اپنے وحشی بدمست شوہر کے ہاتھوں وہی مصیبت جھیلنے لگی +

نریندر کی زبانی آئے دن اس کی بدقسمتی کی داستان سن کر میرا صبر و قرار جاتا رہا میں نے سوچا کہ لیلا کا دُکھ کسی طرح ضرور دور کرنا چاہئے۔ لیکن کیا کیا جا سکتا تھا؟ دیر تک غور و خوض کرنے کے بعد مجھے خیال آیا۔ کہ پہلے تو ششی بھوشن بابو سے میری خوب ملاقات تھی۔ اب پھر اس سے دوستانہ بڑھانا چاہئے۔ اگر اس کیا تھ میں جول کرکے اور اُسے سمجھا بجھا کر کسی طرح آہستہ آہستہ اُس کی یہ قابل نفرت بدعادات چھڑا دی جائیں تو اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے +

چنانچہ میں نے اس تجویز کو فوراً ہی عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا پہلے میں نے ششی بھوشن بابو سے بازار میں صاحب سلامت شروع کی۔ پھر آہستہ آہستہ کبھی کبھی اُن کے گھر آنے جانے لگا۔ آخر دونوں میں رفتہ رفتہ دوستانہ بڑھتا گیا۔ اور بعد میں تو میں ہر روز جا کر گھنٹہ دو گھنٹہ ششی بھوشن کی صحبت میں خرچ کرنے لگا۔ دو چار دن میں ہی بات چیت کرنے پر مجھے معلوم ہوا۔ کہ ششی بھوشن بابو بھی لیلا کو بہت پیار کرتے ہیں۔ یہ سنکر مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ لیکن میں نے سوچا

ایسا محبت اور پیار ہوتے ہوئے بھی بیچاری لیلا پر یہ جور وجفا۔ظلم وستم اور مار پیٹ کیوں روا رکھی جاتی ہے؟ میں نے ہر چند اس پر اپنی عقل دوڑائی لیکن کچھ سمجھ میں آیا"
بہر حال ششی بھوشن بابو کی اس محبت نے جو کہ اس نے لیلا سے ظاہر کی تھی میرے دل میں بہت کچھ امید پیدا کر دی۔میں نے سوچا کہ ششی بھوشن بابو کے سخت دل کو نرم کرنے کے لئے میری پر زور نصیحتیں نہایت مفید ثابت ہونگی +
میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ششی بھوشن کے دل کی بنجر زمین میں لیلا کی محبت کا جو چھوٹا سا بیج پڑا ہے۔میری امرت جیسی نصیحتوں کی آبیاری سے وہ جڑ پکڑ جائیگا۔اور آہستہ آہستہ نشو ونما پاکر خوب پھل پھول لائیگا +
میں نے بہت سے شاستروں کا مطالعہ کر کے اور اُن کے اشلوک حفظ یاد کر کے۔بہت سی تاریخی کتابوں کو دیکھ کر اور اُن کے واقعات کو خوب اچھی طرح اپنے ذہن نشین کر کے روزمرہ ششی بھوشن کو نصیحت کرنی شروع کی اور اُنکے صفحۂ دل پر یہ نقش کرنا چاہا۔کہ اپنی دھرم پتنی پر جور وجفا کرنا اور اس کیساتھ بدسلوکی روا رکھنا شاستروں کی رو سے ایک بڑا پاپ اور نہایت قابل مذمت حرکت ہے جس سے انسان کی خوش قسمتی نیکی اور برکت سب برباد ہو جاتی ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے ذلت اور خواری کے گڑھے میں گر جاتا ہے ششی بھوشن بابو یہ بات اچھی طرح جانتے تھے۔کہ نریندر کیساتھ گہری دوستی ہونیکی وجہ سے مجھے اُنپر یہ حق حاصل ہے کہ میں اُنہیں ایسی نصیحتیں کرتا رہوں۔یہی وجہ ہے کہ وہ میری ان نصیحتوں کو سن کر اُن پر عملدرآمد کرنے کے لئے ہمیشہ اپنی دلی آمادگی کا اظہار کیا کرتے تھے۔اور اپنے آپ کو بجان ودل لیلا کا عاشق زار ظاہر کیا کرتے تھے +
اس طرح میں نے ششی بھوشن بابو کو بہت کچھ قائل ومعقول کیا۔اور میں شروع شروع میں اُنہیں کچھ زیادہ برداشت پر لے آیا۔عرصہ تک اُنہوں نے میری

نصیحت پر عمل بھی کیا۔ لیکن پھر بھی جھگڑے ہی ثابت ہوئے۔ جس دن کچھ زیادہ شراب پی لیتے تھے اُسی دن بیچاری لیلا کی کمبختی آ جاتی تھی۔ تہذیب اخلاق دھرم کرم چھوڑ کر انسانیت کی حد سے گزر جاتے تھے۔ اور مار پیٹ کرنے لگتے تھے۔

اپنی نصیحتوں کو اس قدر بے اثر دیکھ کر مجھے نہایت رنج ہوا۔ میں نے اب ششی بھوشن کو اس کی نا زیبا حرکتوں پر لعنت ملامت کرنی شروع کی کبھی تو وہ میری جلی کٹی باتوں کو زہر کا سا گھونٹ سمجھ کر چپکے چپکے پی جاتے تھے۔ لیکن کبھی ان پر اپنی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار بھی کرتے تھے۔

ایک دن ششی بھوشن شراب کے نشہ سے بدمست اور از خود رفتہ ہو کر مجھ سے اپنی پورانی شرارتوں اور فتنہ پردازیوں کی کہانیاں اس طرح بیان کرنے لگے۔

اُنہوں نے کہا بھائی یوگیش! تم یہ نہ سمجھو کہ تم جس طرح مجھ سے میرے اختیار کردہ طور وطریق چھڑا کر مجھے دوسرے راستہ پر لیجانیکی کوشش کر رہے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ ہیں۔ میں اگرچہ متوالا اور بدقسمت ہوں لیکن بالکل ہی بیوقوف اور ناسمجھ نہیں۔ میں تمہارے دل کی بات خوب اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ تم نے محض میری بہتری کے لئے مجھے صرف اچھی طرح سمجھایا ہی نہیں۔ بلکہ لعنت ملامت بھی کی ہے۔ یہ سب باتیں میں اچھی طرح سمجھتا ہوں مجھے سمجھانے کی ضرورت بھی نہیں لیکن میں کیا کروں۔ عادت سے مجبور ہوں۔ جب کبھی میں بے اعتدالی سے شراب پی لیتا ہوں۔ تو آپے میں نہیں رہتا۔ اور اُس وقت مجھے کچھ نہیں سوجھتا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری بہتری اسی میں ہے کہ میں شراب پینا چھوڑ دوں۔ لیکن اب یہ بات میرے بس کی نہیں رہی۔ اگر یہ میرے ہاتھ کی ہوتی تو میں آئندہ کبھی شراب نہ پیتا۔ میرے دل میں ہر وقت ایسی کچھ آگ سی لگی رہتی ہے۔ جو صرف شراب پینے سے کسی قدر بجھتی ہے۔ میں تم سے کیا کہوں! اس

(چھاتی پہ ہاتھ رکھکر) دل کے اندر بہت سے پاپ بھرے ہیں۔ دنیا میں مجھ سے بڑھ کر تمہارا اور کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ تم لیلا کو پیار کرتے ہو میں یہ بھی جانتا ہوں کہ لیلا سے تمہاری شادی ہونیوالی تھی لیکن ——" ٭

ششی بھوشن کے منہ سے یہ آخری فقرہ سنتے ہی میں سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا۔ مگر ششی بھوشن نے اسکی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اور وہ بولا "میں یہ بھی جانتا ہوں کہ لیلا بھی تم سے محبت کرتی تھی۔ لیکن اس صداقت کو محسوس کرنے کی میں نے ہر ایک مرتبہ کوشش کی۔ جس دن میں نے حسن وجمال کی مجسم تصویر۔ لیلا کو دیکھا۔ اسی روز میرے دل میں اسے حاصل کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہوگئی۔ میں اس کے عشق میں بیقرار ہوگیا۔ بھلائی برائی۔ نیکی بدی۔ عیب ثواب کسی چیز کا بھی مجھے خیال نہ رہا۔ یہ بات میرے خواب وخیال میں بھی کبھی نہ آئی تھی کہ مجھ میں بھی محبت اور عشق کا کچھ مادہ موجود ہے۔ لیکن جس دن میں نے لیلا کی دلکش اور زاہد فریب صورت دیکھی۔ اسی روز میرے دل میں محبت کا دریا جوش مارنے لگا۔ اسی دن اسکی دیوی جیسی موہنی مورت نے میرے دل پہ قابو پالیا۔ اور میں اسے حاصل کرنے کی خواہش سے بیقرار ہوگیا ٭

تحقیقات کرنے پہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ لیلا کی شادی تمہارے ساتھ ہونیوالی ہے۔ لیلا کی ماں اور اس کا بھائی اس امر پہ اصرار کر رہے ہیں۔ تم اگرچہ بہت کچھ مالدار اور ذی ثروت شخص نہیں ہو۔ لیکن تمہاری نیک چلنی اور نیک اطواری نے ان کے دلوں پہ اپنا سکہ جما لیا ہے۔ اس پر میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ میں اپنا دلی مدعا حاصل کرنے کے لئے اس بیجا اعتماد اور اعتبار کو جو انہیں تمہاری نیک چلنی اور نیک اطواری پہ تھا۔ خاک میں ملا دوں گا" ٭

میں حیرت زدہ ہوکر بمشکل اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے اس شیطان کی

یہ نفرت انگیز کہانی سن رہا تھا۔ جب اُس نے یہ آخری فقرہ کہا۔ تب میرا دل کانپ گیا۔ لیکن مینے اپنے آپ کو سنبھالا! ور خاص توجہ سے اس کی بات سننے لگا۔ وہ بولا "اس کے بعد تم اپنی مریضہ یاں کو آب وہوا تبدیل کرانے کی غرض سے وید ناتھ چلے گئے۔ میں تو ایسے موقعہ کی تلاش میں ہی تھا۔ تمہیں یاد ہو گا کہ جس دن تم یہاں سے روانہ ہوئے اُس سے دو دن پہلے گاؤں میں یہ افواہ اُڑی تھی کہ ہری ہر مکرجی کی بیوہ لڑکی کسی کیساتھ اُڑ گئی۔ یہ کارگزاری میری ہی تھی۔ میں نے ہی اُس برہمن کنیا موکشدا کو گاؤں سے باہر ایک ایسی جگہ چھپا دیا تھا۔ جہاں اس کا پتہ کسی کو نہیں لگ سکتا تھا۔ سوسائٹی کی نظروں میں موکشدا خواہ کیسی ہی قصوروار کیوں نہ ہو لیکن دراصل اس کا کچھ قصور نہیں تھا۔ قصور صرف اس ناپاک رسم کا ہے جس کی بدولت ایک کلین (عالی خاندان) براہمن بوڑھا ہونے پر بھی کئی کئی بیاہ رچا سکتا ہے۔ اور مرجانے پر درجنوں بیوائیں اپنی جان کو رونے اور عمر بھر آنسو بہانے کے لئے چھوڑ کر مر سکتا ہے +

تمہارے وید ناتھ جانے کے چھ ماہ پہلے سے موکشدا کے ساتھ میرا تعلق شروع تھا۔ موکشدا مجھے بہت پیار کرتی تھی۔ اور اب بھی ویسی ہی محبت کرتی ہے۔ ہائے کاش کہ میں اس کی بیغرض محبت کا عرصہ تک دیوانہ رہتا۔ اگر یہ حسن جمال کی دیوی لیلا میری نظر نہ پڑتی تو ایسا ہونا عین ممکن تھا۔ مگر اس کے درشن ہوتے ہی میرے دل میں طوفان پیدا ہو گیا۔ میں سب کچھ بھول گیا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو شاید میں پاپ اور پن یا لوگوں کے کہنے سننے کی کچھ پرواہ نہ کرتا ہؤا موکشدا کے ساتھ ہی اپنی باقی زندگی عیش و آرام سے گزار دیتا۔ غرضیکہ میں نے ہی موکشدا کو غائب کر کے گاؤں میں یہ اُڑا دیا کہ تم اسے بھگا لے گئے ہو ۔۔۔ "

آہ! کیسی زبردست شیطنیت تھی لیکن ہرشی بھوشن کی اس کمینہ کارگزاری

کی داستان کو ٹھنڈے دل سے سنتا رہا۔ اور میں نے کچھ نہ کہا۔ششی بھوشن بولا "میں نے یہ مشہور کرا دیا کہ تم نے موکشدا کو اپنے جانے سے پہلے ہی وید ناتھ بھیج دیا تھا۔ اور وہاں تم اُسے کسی دوسرے گھر میں رکھ کر آپ اپنی ماں سمیت الگ الگ رہو گے! در خفیہ طور پر موکشدا کے پاس آتے جاتے رہو گے محض اسی لئے تم وید ناتھ گئے ہو اس کے بعد کئی ایک جھوٹے ثبوت تیار کرکے میں نے اس افواہ کو اچھی طرح لوگوں کے دلنشین کرا دیا۔ لیکن نربندر اور لیلا کی ماں دونو تمہیں اچھی طرح جانتے تھے۔ انہیں پہلے تو یہ خبر سُن کر نہایت حیرت ہوئی۔ لیکن پھر انہوں نے اس پر اعتبار کرنے سے نہایت نفرت کے ساتھ انکار کر دیا۔ لیکن اُن کے اس بے بنیاد خبر پر یقین نہ لانے سے بھی میرے مقصد کے پورا ہونے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ لیلا کے باپ نے اس خبر کا خیر مقدم کیا۔ اور کسی حیرت یا تعجب سے نہیں سنا۔ بلکہ نہایت آسانی سے اس امر پر یقین کر لیا۔ اسی روز میں نے اپنے ہاتھ سے ایک ایسی چتا روشن کی جو کبھی کسی طرح ٹھنڈی ہونے میں ہی نہیں آتی یہ چتا صرف میری ہی نہیں بلکہ لیلا کی اور تمہاری بھی ہے۔ ہائے! میں نے ہی تینوں کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے دن رات اس چتا میں نہ جلنے کے لئے پھینک دیا۔ اور آج اسی قصور کی میں سزا پا رہا ہوں"۔

میں اس شیطانی شرارت کی اس داستان کو زیادہ نہ سُن سکا۔ غصّہ کے مارے میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ میرے جی میں آیا کہ ابھی ششی بھوشن کو کچل ڈالوں۔ اور اسکی گناہ آلود زندگی کا خاتمہ کر دوں۔ تاکہ اس کے ناپاک جسم سے یہ دنیا پاک ہو جائے لیکن پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ غمزدہ لیلا کی تصویر میرے سامنے آ کھڑی ہوئی آہ! وہی لیلا جس دیوی کا یہ ناپاک عفریت شوہر تھا۔ میں نے دیکھا کہ لیلا کی گود میں اس کا عکس لطیف پربھو دچند ہے۔ آہ کیا میں اس لیلا کو بیوہ اور

اس پربھو دچندر کو تیم بنا سکتا ہوں - پرماتما مجھے ایسی بری عقل کبھی نہ دینا - بدبخت ششی بھوشن کے قتل سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا +

لیکن اسی دن میں نے عہد کیا - کہ جائز یا ناجائز جس طریق سے بھی ہو گا - میں اس ذلیل شخص سے لیلا کو آزاد کرانے کی دل و جان سے کوشش کروں گا اور میں ہر وقت اسی فکر میں غلطان و پیچان رہنے لگا +

چھٹا باب

ٹوٹو بیں ہیں

ایک ہفتہ گزر گیا - ایک روز شام کے وقت کچھ اندھیرا سا ہو جانے پر میں نے ششی بھوشن سے ملاقات کی - اس وقت وہ اپنی بیٹھک میں تنہا بیٹھا شراب زہر مار کر رہا تھا - کبھی کبھی بیچ بیچ میں کوئی بے تکی راگنی بھی الاپ اٹھتا تھا - جو اسکی نشہ سے بھرائی ہوئی آواز میں اس کے پھٹے ہوئے گلے سے نکل کر اپنی شیرینی اور دلفریبی میں گدھے کے راگ کو بھی مات کرتی تھی +

ایشور جانے اس روز ششی بھوشن مجھ سے کیوں سیدھے منہ نہیں بولا ؟ میں نے اسکی وہ کشیدگی دیکھ کر دیکھ کر سمجھا کہ آج اسکی طبیعت ٹھیک نہیں - جب رات کے دس بج گئے تو میں اپنے گھر واپس آنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا - مجھے جاتے دیکھ کر ششی بھوشن نے کہا " چلو میں بھی نیچے چلتا ہوں " +

ہم دونو نیچے آئے - مکان کے سامنے ہی ایک خوبصورت چھوٹا سا باغیچہ تھا - جس میں چاروں طرف لذیذ - شیریں پھلوں کے درخت لگے ہوئے تھے - دروازے کے

عین سامنے رنگ برنگ کے خوبصورت خوشرنگ اور خوشبودار پھولوں کے پودے اور گملے سجے ہوئے تھے۔ جن کی وجہ سے وہ باغیچہ نہایت خوبصورت اور دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ بیٹھک کا زینہ اُتر کر جب ہم دونو باغیچے میں پہنچے۔ تو ششی بھوشن نے مجھ سے کہا۔ "یوگیش مجھے تم سے کچھ کہنا ہے"

میں جاتا جاتا رک گیا۔ اور ششی بھوشن کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو گیا۔ ششی بھوشن نے کہا۔ "کل سے تم میرے مکان پر نہ آنا۔ تم جس منشاء سے آتے ہو۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ایسا بدمست نہیں کہ تمہارا دلی مطلب نہ سمجھ سکوں۔ تم کوئی معمولی انسان نہیں ہو۔ چور کے گھر بھی ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہو۔"

یہ الفاظ سُن کر میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس روزنا سکے منہ سے اسکے کمینہ خیالات کا اس طور پر اظہار سُن کر میں غصہ کے مارے دیوانہ ہو گیا۔ صرف لیلا کی وجہ سے میں نے اُسے اب تک کچھ نہیں کہا تھا۔ ورنہ میں کہنا ہی چاہتا تھا۔ لیکن آج ششی بھوشن کے یہ زہر میں بجھے ہوئے الفاظ میرے دل میں سم آلودہ تیروں کی طرح جا کر گڑ گئے۔ آج غصہ کے مارے مجھے اپنے دل پر قابو رکھنا ناممکن ہو گیا۔ میں نے کہا "ششی بھوشن! تم جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل ہو۔ تمہارا دل جیسا گناہوں کی سیاہی سے تاریک ہے! اسکے پہلو میں ہوتے ہوئے۔ اگر تم میری نسبت یہ نہ سمجھو۔ تو تعجب ہے۔ میرے دلی خیالات کو تم جیسا دوزخی کیڑا ٹھیک ٹھیک طور پر کیسے سمجھ سکتا ہے؟ میں صرف لیلا کی خاطر اب تک تمہارے تمام ناقابل عفو گناہ معاف کرتا رہا ہوں۔"

ششی بھوشن نے گرج کر کہا "لیلا تمہاری کون ہے؟ اور تم لیلا کے کیا ہو؟ اُسے بیچ میں لا کر تم اپنے دلی خیالات کا اس طرح اظہار کیوں کر رہے ہو؟ وہ میری استری ہے۔ میں جیسے چاہونگا اُسے رکھونگا۔ جیسا میرے دل میں آئیگا اسکے ساتھ سلوک

کرونگا۔ تمہاری چھاتی کیوں پھٹتی ہے؟ تمہارے دل میں درد کیوں ہوتا ہے؟ میں کیا بچہ ہوں۔ جو کچھ سمجھتا نہیں؟ جاؤ۔ جاؤ۔ تم جیسے لگا بھگت سینکڑوں دیکھ رکھے ہیں۔ ابھی ایک ہاتھ ماروں گا۔ بھنڈارا کھل جائیگا۔ اور لیلا کا تمام فکر تمہارے دماغ سے ہمیشہ کے لئے جھڑ جائیگا"۔

میں بھی غصّہ سے دیوانہ ہو گیا۔ آپے میں نہ رہا۔ مینے کہا "سنو ششی بھوشن! جبتک میں زندہ ہوں۔ تم لیلا کے ساتھ کسی قسم کی رسوائی نہ کر سکوگے۔ اگر آج کے بعد مینے یہ سنا کہ تم نے لیلا پر کسی قسم کا جور و ظلم روا رکھا ہے۔ تو میں اسکی سزا کے طور پر تمہارا خون بہا دونگا۔ پھر خواہ مجھے پھانسی پر ہی لٹکنا پڑے۔ کچھ پرواہ نہیں"۔

ششی بھوشن نے غصّہ سے کانپ کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا "اچھا دیکھا جائیگا۔ کون کس کا خون کرتا ہے؟ پہلے میں لیلا کا خون کروں گا۔ اور پھر تیرا! خود اتنا دماغ! اتنا حوصلہ۔ لیلا کو کچھ کہنے پر ہی تو میرا خون کریگا۔ اچھا۔ اگر میں نے آج ہی لیلا کا خون نہ بہایا تو میرا نام بھی ششی بھوشن نہیں۔ دیکھونگا تو میرا کیا کر سکتا ہے"۔

وہ بدذات اس وقت حد سے زیادہ بدمست تھا۔ اس لئے مینے اس سے کچھ زیادہ کہنا سننا مناسب نہیں سمجھا۔ میں اسکے باغیچے سے نکل کر چلا آیا۔ اور میں نے پھر کر بھی یہ نہ دیکھا کہ وہ وہیں رہا۔ یا کہیں اُٹھ کر چلا گیا۔

ساتواں باب

پشیمانی اور تاسف

گھر واپس آتے ہوئے راستہ میں میرا دل نہایت پیچ و تاب میں پڑ گیا۔ میں اس

حرکت پر اپنے آپ کو اس طرح ملامت کرنے لگا۔ کہ میں نے ناحق غصہ میں بھر کر عقل سے خارج۔ بدمست۔ دیوانہ ششی بھوشن سے کیوں جھگڑا کیا؟ ایشور جانے وہ ظالم غصہ میں بھرا ہوا آج بدقسمت لیلا سے کیا کچھ بدسلوکی کرے گا۔ اور اسے کیسی کیسی اذیت دیگا۔ ہائے! میں نے جہاں ابتک اتنا سہا تھا۔ آج بھی کیوں برداشت نہیں کیا۔ آہ! آج نامعلوم میں کس کی منحوس صورت دیکھ کر ششی بھوشن سے ملنے کے لئے گھر سے روانہ ہوا تھا۔ اُف! میں نے یہ کیسی نادیدہ حرکت کی۔ افسوس! اپنے سب کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ ہائے ہائے! میں لیلا کی بھلائی کرنے چلا تھا۔ مگر برائی کر بیٹھا۔ انسان کے دل میں جو کچھ ہوتا ہے۔ بدقسمتی اس سے بالکل برعکس کرا دیتی ہے"+

میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت میرا دل کیسا پریشان اور پشیمان تھا۔ اور میرے خیالات میں کیسا طوفان آیا ہوا تھا۔ آہ میں کیا سوچ رہا تھا۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے تھا؟ اور میں کیا کر بیٹھا؟ اسی طرح پشیمان ہو کر دست تاسف ملتا ہوا میں اپنے آپ کو بھول گیا+

آہ! حسین مہ جبین لیلا کا سکھ دکھ اب ایک بیرحم۔ جلاد صفت۔ وحشی خونخوار شخص کے رحم پر منحصر ہے۔ یہ فکر مجھے ہر لمحہ ایسی تکلیف دینے لگا جیسی کہ ہزار بچھوؤں کے ایک دم ڈنک مارنے سے ہوتی ہے۔ اسوقت رہ رہ کر میرے دل میں درندے اور وحشی جانوروں کی مانند خونریزی کی ایک نہایت زبردست خواہش پیدا ہونے لگی۔ لیکن یہ اسی وقت منتر سے قابو آئے ہوئے سانپ کی مانند پھر دب گئی مجھے کچھ نہ سوجھتا تھا کہ میں کیا کروں۔ کیا نہ کروں۔ اسوقت میں اپنی چھاتی سے زہر کی بجھی ہوئی کٹار بھونک سکتا تھا۔ لیکن ذلیل کمینہ بھوشن کی ناپاک گردن پر وہی کٹار چلانے کی مجھ میں طاقت نہ تھی۔ اس سنسان

راستے میں مجھے یہ محسوس ہونے لگا۔ گویا یہ چینتار کشنی میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھا رہی ہے۔ اور میرا خون چوس رہی ہے۔ میں ایک ازخود رفتہ انسان کی مانند اپنے گھر آیا۔ اُس کے بعد سے سروگیہ (سب کچھ جاننے والے) سرب شکتیمان سب کچھ کر سکنے والے پربھو آپ ہی جانتے ہیں کہ کیا ہوا؟

آٹھواں باب

لیلا کا قتل

ہائے اگلے دن صبح کیوقت جو واقعہ ہُوا۔ اُسے یاد کرکے میرے جسم کا رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہائے اس واقعہ کی دل دہلا دینے والی یاد کیا کبھی مرنے کے بعد بھی میرے دل سے دور ہو سکے گی۔ دس بج گئے تھے جس وقت نریندر ناتھ ہانپتا کانپتا میرے مکان پر پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ فق ہو رہا ہے۔ رنگ اڑا ہوا ہے بال بکھرے ہیں۔ گالوں پر تازہ پونچھے ہوئے گرم گرم آنسوؤں کے نشان موجود ہیں۔ لال لال آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے ہیں۔ حواس باختہ ہیں۔ اور قدم کہیں کے کہیں پڑتے ہیں! اسکی یہ ازخود رفتہ حالت دیکھ کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا۔ "کیوں نورن! کیا ہُوا"؟

نریندر ناتھ نے میرا کرتا پکڑ کر اس زور سے کھینچا۔ اور مجھے ایسا جھٹکا دیا کہ اگر وہ کرتہ نیا نہ ہوتا تو ضرور پھٹ جاتا۔ یا میں جسم میں اس سے زیادہ مضبوط نہ ہوتا۔ تو ضرور گر پڑتا۔ وہ نہایت مضطربانہ لہجہ میں بولا۔ "جگدیش بھائی! غضب ہوگیا۔ رنج والم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ مجھے جس بات کا خوف تھا وہی درپیش آئی۔ خون ہوگیا! اب کیا

کریں۔ تم چلو جلدی اُٹھو۔ ہائے ایسا خون ......" +

میں ہکا بکا کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ مجھ پر چند منٹ کے لئے ایک غشی سی طاری ہو گئی۔ میں نے نریندر کی بات کو سنا تو سہی لیکن پوری طرح سمجھ نہ سکا۔ جب کچھ ہوش میں آیا تو میں نے پھر پوچھا۔ نورن! کیا ہوا؟ میں تمہاری بات بالکل نہیں سمجھ سکتا۔ ٹھیک ٹھیک بتا دو۔ کیا ہوا؟

نریندر اپنے اُمنڈے ہوئے آنسوؤں کے سیلاب کو نہ روک سکا۔ اس نے زار زار روتے ہوئے کہا۔ یوگیش بھائی! ہم لٹ گئے۔ تباہ ہو گئے۔ ہائے! لیلا نہیں رہی۔ششی بھوشن نے کل لیلا کا خون کر دیا۔ پولیس کے سپاہی ششی بھوشن کو گرفتار کر کے لے گئے" +

میں کچھ نہ سُن سکا۔ میرے سر پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔ دل کو سخت صدمہ پہنچا اور میں بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا +

جب مجھے کچھ ہوش آئی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ نریندر میرے پاس بیٹھا ہوا میرے منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دے رہا ہے میں جھٹ پٹ اُٹھکر بیٹھ گیا۔ اور بولا" بس رہنے دو۔ میری فکر نہ کرو! چانک یہ خبر سُن کر میرا اپنے دل پر قابو نہیں رہا۔ تم یہ ہی کہتے تھے نہ کہ ششی بھوشن کو پولیس گرفتار کر کے لے گئی؟ +

نریندر نے کہا" ہاں۔ پولیس نے تو بہت دیر ہوئی اسکا چالان بھی کر دیا چالان کیوقت ششی بھوشن پر کچھ جور و جبر کرنیکی ضرورت نہیں پڑی۔ اس نے بالکل ہی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ خود ہی اپنے آپ کو گرفتار کرا دیا۔ معلوم ہوتا ہے اسوقت بھی ششی بھوشن نشہ میں تھا۔ یوگیش بھائی! اس وقت تم میرے ساتھ رہو۔ تمہاری مدد کی مجھے سخت ضرورت ہے۔ اگر کچھ تجویز کر سکتے ہو تو کرو +

اس وقت میرے تمام بدن پر رعشہ چھایا ہوا تھا۔ دل دھڑک رہا تھا جسم تھر تھر

کانپ رہا تھا۔ میں نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا" کہاں چلوں؟ لیلا کو دیکھنے! ٹھیرو۔ ٹھیرو نریندر! میرے ہوش و حواس بجا ہو لینے دو۔ اس وقت مجھے کچھ نہیں سوجھتا میرا دل بیٹھا رہا ہے"+

مجھے اس طرح مضطرب اور بیقرار دیکھ کر نریندر میرے دل کی حالت جان گیا۔ اس نے میری بات مان لی۔ اور وہ کچھ دیر تک چپ چاپ میری طرف دیکھتا رہا۔ مجھے جلد ہی ہوش آ گیا۔ میں سنبھلکر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور فوراً اس کے ساتھ چلدیا+

نواں باب

ششی بھوشن کا بیان

تھوڑی دیر میں ہم ششی بھوشن کے مکان پر جا پہنچے۔ وہاں جا کر میں نے جو کچھ دیکھا۔ اگرچہ وہ حال اس کہانی میں قابل ذکر ہے لیکن مجھ میں اتنا یارا نہیں کہ اسے زبان پر لا سکوں۔ اس لئے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں+

اس قتل کے متعلق ششی بھوشن کے خلاف جو ثبوت تھے اُن سے صاف طور پر وہ مجرم ثابت ہوتا تھا۔ اس بارے میں کسی کو کسی طرح کا شک و شبہ کرنے کی کچھ بھی گنجایش نہ تھی پچھلی رات باغ میں میرے سامنے ششی بھوشن کی جو گفتگو ہوئی تھی اسے ایک داسی نے بھی سنا تھا۔ اُس نے خود بخود ہمارے منہ سے نکلی ہوئی ہر ایک بات کو پولیس کے سامنے بیان کر دیا۔

صبح لیلا کی لاش اس کے بستر کے پاس پڑی ملی تھی۔ اس کی چھاتی میں ایک چھری قبضے تک گھسی ہوئی تھی۔ اور وہ چھری ششی بھوشن کی اپنی چھری تھی۔

کئی آدمیوں نے اس چھری کو اس کی بیٹھک میں دیکھا تھا۔ اس طرح کی چھری گاؤں بھر میں اور کوئی نہیں تھی ٭

ششی بھوشن کے خلاف ایک اور زبردست ثبوت یہ بھی تھا۔ کہ گذشتہ رات سوتے کے وقت اُن دونو میاں بیوی میں بہت کچھ کہا سنی ہوئی تھی۔ اور ششی بھوشن نے لیلا کو مارا بھی تھا۔ لیلا کے سر پر ایک گھونسا لگنے سے گولا پڑ گیا تھا۔ لاش کا ڈاکٹری معائنہ ہونے پر ڈاکٹر صاحب نے اُس کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ مرحومہ کے یہ چوٹ مرنے سے صرف گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے آئی ہے ٭

یہ تمام ثبوت صریح طور پر ظاہر کر رہے تھے۔ کہ ششی بھوشن ہی اپنی بیوی کا قاتل ہے لیکن ششی بھوشن کو اقبال جرم سے قطعی انکار تھا۔ وہ نہایت زور سے یہ کہتا تھا۔ کہ میں نے قتل نہیں کیا۔ میں بالکل بے قصور ہوں۔ خواہ مجھے پھانسی دو۔ مارو۔ کاٹو یا میرا بھی خون بہا دو۔ جو چاہے کرو۔ اس کا مجھے بالکل افسوس نہ ہوگا۔ لیکن میں بالکل بے قصور ہوں۔ میں نے لیلا کو قتل نہیں کیا ٭

مگر ششی بھوشن نے یہ سب کے سامنے تسلیم کر لیا تھا۔ کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آتا تھا۔ اور وہ اس بدسلوکی کی ذمہ واری شراب خوری کے سر منڈھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ جب میں بہت شراب پی کر بدمست ہو جاتا تھا۔ تب ہی نہ جانے کیوں اُس کے ساتھ بدسلوکی روا رکھتا تھا۔ ورنہ وہ اپنی بیوی سے نہایت پیار کرتا تھا۔ اب لیلا کے بغیر اس کی زندگی ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ اور اسے ذرہ بھر بھی زندہ رہنے کی خواہش نہیں ٭

ششی بھوشن کی یہ بات کہاں تک سچ ہے۔ اس کا فیصلہ کرنے کی طاقت اس وقت مجھ میں نہ تھی۔ میں نے یہ بھی سنا کہ ششی بھوشن ایک مرتبہ مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص اس سے ملنے جاتا تھا۔ اُسی سے وہ نہایت التجا اور درخواست

کیساتھ یہ کہتا تھا۔ کہ کسی طرح ایک مرتبہ یوگیش کو میرے پاس بھیجدو +
لیکن ششی بھوشن کیساتھ ملاقات کرنے کو میرا بالکل جی نہ چاہتا تھا۔ مگر اس کی
بار بار کی عاجزانہ درخواستوں سے آخر میں بھی پسیج گیا اور اس سے ملاقات کرنے
کے لئے جیلخانے پہنچا +

دسواں باب

حوالات میں ملاقات

ششی بھوشن مجھے جیلخانے میں اپنی کوٹھڑی کے دروازے پر دیکھ کر خوش ہو
گیا اور بولا کہ میں نے تمہاری دوستانہ نصیحت نہ ماننے اور
تمہارے ساتھ نہایت غیر منصفانہ برتاؤ اور بد سلوکی کرنے کا جو سخت گناہ کیا ہے
اس کے لئے میں تم سے بار بار معافی کا خواستگار ہوں" +
میں نے اسے صدق دل سے معاف کر کے اپنی طرف سے اطمینان دلایا۔ اسکے
بعد وہ بولا بھائی یوگیش! تم نے تو مجھے معاف کر دیا۔ لیکن کیا یہ قسمت مجھ جیسے
دوزخی کیڑے کو کبھی معاف کر سکتی ہے۔ میں آج اپنے گناہوں کی سزا بھگت رہا
ہوں۔ دھرم کا خیال۔ اگر آج نہیں۔ تو کل یقینی طور پر سب کے سامنے آجاتا ہے
اور سب کو اپنے برے بھلے کرموں کا پھل بھوگنا ہی پڑتا ہے۔ اپنے اعمال بد کی
سزا سے کوئی کبھی نہیں بچ سکتا۔ میں انسان کہلانے کا بالکل مستحق نہیں۔ مجھ جیسا
سخت گنہگار اس دنیا میں تلاش کرنے پر بھی کوئی مشکل سے ملے گا۔ بھائی یوگیش!
آج ہر ایک یہی یقین کرتا ہے کہ لیلا کا قاتل میں ہی ہوں۔ تمہارا بھی یہی

یقین ہے۔ دنیا کی نظروں میں میری یہ گرفتاری بھی میرے اس سب سے بڑے پاپ کا پراشچت ہے۔ لوگوں کا یہ یقین پختہ اور کامل ہے۔ کہ اس میں کسی طرح سے تبدیلی نہیں ہو سکتی +

"مجھے اس امر کا افسوس نہیں۔ بلکہ میں اس سے نہایت خوش ہوں۔ میں نے تمہیں یہاں آنے کی تکلیف محض اسلئے دی ہے کہ کہیں تم بھی اوروں کی طرح مجھے لیلا کا قاتل نہ سمجھ بیٹھو۔ اس میں شک نہیں کہ میرا ایمان اور دھرم کچھ بھی نہیں یا دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کی قسم کھا کر میں تمہیں یقین دلا سکوں کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سچ ہے! اور اس میں تل برابر بھی جھوٹ نہیں۔ میں دھرم سے گرا ہوا ہوں! انسانیت سے خارج ہوں۔ شیطانی جال میں گرفتار ہوں دنیا بھر کی خرابیاں مجھ میں موجود ہیں۔ اس لئے میری بات کا کون یقین کر سکتا ہے + لیکن بھائی یوگیش! تم پرماتما کیواسطے میری بات پہ یقین کرو۔ اگر تم ایک منٹ کے لئے بھی میری بات کا اعتبار کر لوگے۔ تو مجھے مرتے ہوئے یہ اطمینان اور تسلی ہو سکتی ہے کہ دنیا بھر میں ایک آدمی تو ایسا ہے جو یہ جانتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ میں خواہ کیسا ہی پاپی اور گنہگار کیوں نہ ہوں لیکن اپنی بیوی کا قاتل نہیں" +

یہ کہتے کہتے ششی بھوشن کا گلا رک گیا۔ آواز بھرا اٹھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ چھپا لیا۔ اور بچوں کی مانند پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اسکی یہ قابل رحم حالت دیکھکر میرے دل پر بھی نہایت اثر ہوا۔ میں نے اسکے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا! اور اسے ہر طرح تسلی و اطمینان دلانے کی کوشش کی۔ بہت دیر میں جب اسکی طبیعت سنبھلی۔ تو میں نے کہا "ششی بھوشن بابو! اب تک جو کچھ بھی گزر چکا ہے۔ اور اس بارے میں جو کچھ بھی تمہیں معلوم ہے۔ ایک مرتبہ مجھ سے سب کہہ جاؤ۔ کوئی بات پوشیدہ رکھنے کی کوشش بھی نہ کرو۔ میں اسوقت تمہاری جو کچھ مدد کر سکتا ہوں

وہ کرنے کو ہر طرح تیار رہوں" ٭

ششی بھوشن نے کہا جب میں صبح اُٹھا۔ تو میں نے دیکھا کہ لیلا خون میں تر بتر میرے بستر کے پاس پڑی ہے۔ میں جھک کر اُسے اُٹھانے لگا۔ تو مجھے معلوم ہُوا کہ اسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ میرا خون خشک ہو گیا۔ ہوش اُڑ گئے میں نے جان لیا کہ نازنین لیلا مجھ ظالم خونخوار کو عمر بھر کے لئے چھوڑ کر چلی گئی۔ دنیا میں تلاش کرنے پر بھی اب مجھے وہ نہیں مل سکتی۔ یوگیش بھائی! پہلے تو میں نے سمجھا کہ میں نے ہی بدمستی کی حالت میں کل رات اس کا کام تمام کر دیا۔ لیکن بعد میں جب میں نے یہ دیکھا کہ میری ہی چھری قبضے تک اس غریب کے پہلو میں پیوست ہے۔ تب میرا یہ خیال دور ہو گیا۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری بیٹھک میں وہ چھری جہاں رکھی رہا کرتی تھی۔ کل وہاں موجود نہ تھی۔ بعد میں تلاش کرنے پر بھی مجھے نہیں نہیں ملی! ورنہ میں اس امر کی اُسی وقت لیلا کو اطلاع دیدی تھی! اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں بھی ضرور یہی سمجھتا کہ میں نے ہی نشہ سے بدمست ہو کر لیلا کا خون کیا ہے۔ بھائی یوگیش! اس چھری کے علاوہ ایک بات اور بھی ہے لیکن مجھے خیال ہوتا ہے۔ کہ اسے میں آپ کے روبرو ٹھیک ٹھیک نہ کہہ سکوں گا۔ اگر"

ششی بھوشن کچھ کہتا کہتا رک گیا۔ اور بیقرار ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ گویا وہ کچھ کہنا چاہتا ہے لیکن وہ بات اسکی زبان تک آ کر رہجاتی ہے۔ میں نے اُسے اس شش و پنج کی حالت میں پھنسا ہُوا دیکھ کر کہا "تم بات کہتے کہتے اس طرح رک کیوں گئے۔ تمہارے کوئی بات اس طرح پوشیدہ رکھنے سے کام بگڑ جائے گا میں کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھ پر اعتبار کرو مجھے اپنا خیر خواہ و رازدار سمجھو۔ اور سب حالات پوست کندہ مجھ سے بیان کر دو ٭

ششی بھوشن بولا "لیلا کا ایک شخص کے سوا ایسا حبیب اور جانی دشمن

کوئی نہیں ہو سکتا جو اسکی چھاتی میں چھری مارے۔ اسی پر میرا شبہ کچھ کچھ جاتا ہے۔ میںنے نہایت حیران اور مضطرب ہو کر پوچھا "وہ کون ہے؟ مجھے بتاؤ۔ ابھی کہتے ہوئے کیوں شرماتے ہو"؟

ششی بھوشن نے دبی زبان سے کہا۔ تم بھی اُسے جانتے ہو۔ میں نے پہلے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ میں موکشدا کی بات کہتا ہوں۔ جسدن سے ہماری شادی ہوئی اُسی دن سے موکشدا نے اپنا رنگ ڈھنگ بدل لیا ہے۔ وہ اگرچہ زندہ ہے۔ لیکن مایوسی اور نا اُمیدی کے ہاتھوں ایک دم مردہ سی ہو گئی ہے۔ میری بیوفائی اور بے مروتی سے اُس کے دل پہ سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اس نے کئی مرتبہ مجھے یہ دھمکی دی ہے کہ تم اپنی اس کرنی کا پھل ایک نہ ایک دن ضرور پاؤ گے میں کوئی ایسی ویسی عورت نہیں ہوں۔ اگر میں تمہیں تمہاری اس دھوکہ بازی اور جفا کاری کا مزا نہ چکھاؤں۔ تو میرا نام موکشدا نہ سمجھنا۔ میں ایک تیر سے دو پرندوں کا شکار کر سکتی ہوں۔ اور پرماتما نے چاہا تو تمہیں دکھا دوں گی کہ کس طرح ......"

یہ کہہ کر ششی بھوشن پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رونے لگا۔ میں نے نہایت حیران ہو کر زور سے کہا "ناممکن یہ نہیں ہو سکتا"۔

غم اور تاسف کی کبھی نہ بجھنے والی آگ میں جلتے ہوئے ششی بھوشن نے جواب دیا "اگر یہ نہیں ہو سکتا تو میں آپ سے نہایت عجز و انکسار اور منت سماجت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ براہ مہربانی اس معاملہ کی پوری پوری تفتیش کرانے کی کوشش کریں۔ کہ لیلا کا قاتل کون ہے"؟

اس کے بعد ششی بھوشن نے اپنے چہرے پر سے ہاتھ اٹھا لئے اور آنسو پونچھتے ہوئے نہایت حسرت اور یاس بھری نظر سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ یوگیش تمہارا خیال ہو گا کہ یہ درخواست میں تم سے اپنے لئے کرتا ہوں۔ لیکن نہیں مجھے

مجھے پھانسی ہو یا نہ ہو۔ قید ہوں یا کالے پانی جاؤں۔ اس امر کی اب مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ بس میرا دل زندگی سے سیر ہو چکا۔ اب میرے لئے مرنا ہی باقی ہے۔ دو دن آگے مرا تو کیا! اور پیچھے مرا تو کیا؟ ایک دن سب کو مرنا ہے! اور میں تو اب اگر زندہ بھی رہا تو میری وہ زندگی موت سے بدتر ہوگی۔ یاس و افسوس اور غم کی آگ رات دن میری چھاتی جلایا کریگی۔ اسلئے اب مجھے اپنے مرنے یا جینے کی کچھ فکر نہیں۔ لیکن بھائی یوگیش! میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ جس طرح بھی ہو لیلا کے قاتل کا پتہ لگایا جائے اور اسے اس کے کیفر کردار کو پہنچایا جائے۔ یہ ہوئے بغیر اگر میں مر بھی گیا۔ تو مرنے کے بعد بھی مجھے چین نہیں ملے گا"۔

یہ کہتے کہتے ششی بھوشن کی آنسوؤں بھری گھنگھور گھٹا جیسی سیاہ فام آنکھوں میں غصے اور انتقام کی بجلی چمکنے لگی۔ اس کا چہرہ دلی جوش سے تمتما اٹھا۔ اور اس نے اپنے ہاتھوں کی مٹھی ایسے زور سے باندھی کہ اس کے ناخن اس کی ہتھیلی میں گڑ کر خون بہنے لگا۔

اگرچہ میں ششی بھوشن سے دلی نفرت کرتا تھا لیکن اب اسے نہایت نا امید اور غمگین دیکھ کر اسکی طرف سے میرا وہ پرانا خیال بالکل بدل گیا۔ ہجر و غم میں ڈوبے ہوئے ششی بھوشن کی یہ قابل رحم حالت دیکھ کر میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا۔ اور میں نے جوش میں بھر کر کہا "ششی بھوشن! جیسے بھی ممکن ہو سکے گا۔ میں تمہاری معصومیت ثابت کر دوں گا۔ آج ہی سے۔ ابھی سے اس مقصد کے لئے دل و جان سے کوشش شروع کرتا ہوں"۔

اس طرح ششی بھوشن کو اطمینان دلا کر میں اس روز اس کے پاس سے رخصت ہوا۔

پہلا حصہ ختم ہوا

دُوسرا حِصّہ

پہلا باب

بابو اکشے کمار سُراغرساں

بابُو اکشے کمار ایک مشہور اور تجربہ کار سراغرساں تھے۔ اُن کی شہرت دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ بیسیوں ایسے مقدمات ہیں جن کے سر پیر کا کچھ ٹھکانا معلوم نہ ہوتا تھا۔ تفتیش کر کے اُنہوں نے مجرموں کو ان کے کیفر کردار کو پہنچایا تھا۔ میں نے اس بارے میں ان ہی سے مدد لینے کا فیصلہ کیا چنانچہ اُسی روز شام کے وقت میں اُن کی خدمت میں جا حاضر ہُوا۔

بزرگ منش اکشے بابو اسوقت مکان پر ہی موجود تھے۔ اور اپنے مکان کے برآمدے میں کرسی پر بیٹھے ہوئے اپنے پوتے کو جس کی عمر ۵ سال سے کچھ زیادہ تھی اپنے زانو پر بٹھائے گھوڑے پر سوار ہونے کی تعلیم دے رہے تھے۔ مجھے آتے ہوئے دیکھ کر بھی اکشے بابو نے تعلیم جاری رکھی۔ اور کرسی کی طرف اشارہ کر کے مجھے بیٹھنے کو کہا۔ نیز اپنے ملازم کو بلا کر چلم بھرنے کا حکم دیا۔ اس حکم کی فوراً ہی تعمیل کی گئی۔ اس کے بعد پیچھے کو جھک کر آہستہ آہستہ ناریل کا کش لگاتے ہوئے اکشے بابو نے مجھ سے پوچھا" فرمائیے۔ آپ کی تشریف کیسے آئی"؟

اکشئے بابو سے میری روشناسی تو پہلے ہی کی تھی۔ اس لئے بغیر کسی اور تمہید کے میں نے ان سے ششی بھوشن کے معاملہ کا تذکرہ شروع کیا۔ اور انہیں سب کچھ سمجھا کر کہا کہ "میں ششی بھوشن کو محض بے قصور سمجھتا ہوں۔ جو شخص اس کی بے قصوری ثابت کر دے گا۔ میں اسے ایک ہزار روپیہ انعام دونگا"۔

میں نے جو کچھ بھی کہا اکشئے بابو نے سب نہایت توجہ اور غور سے سُنا۔ مگر وہ دیر تک ماتھے پر ہاتھ رکھکر سوچتے رہے۔ میں بھی خاموش بیٹھا رہا۔ اور میں نے کچھ نہ کہا۔ لیکن جب انہیں اس طرح محویت کے عالم میں بیٹھے بہت دیر ہو گئی۔ تو آخر میں نے پوچھا۔ "آپ اس بارے میں مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہیں۔ نہایت شوق سے دریافت فرمائیں میرا دل و دماغ اس وقت ٹھکانے نہیں۔ ممکن ہے کہ واقعات بیان کرتے ہوئے میں کوئی نہایت ضروری بات بھول گیا ہوں جس نے ایسی پیچیدگی پیدا کر کے آپ کو اس پریشانی اور اضطراب میں ڈال رکھا ہے"

اکشئے بابو نے چونک کر اور اچھی طرح نشست اختیار کر کے کہا "نہیں نہیں۔ پریشانی یا اضطراب کچھ بھی نہیں۔ میں معاملہ خوب اچھی طرح سمجھ گیا ہوں اسکے متعلق میں کچھ نہیں سوچتا تھا۔ مگر پھر بھی اس معاملہ کی سرانجام رسانی کچھ آسان نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں اسے کس طرح آسانی سے سرانجام دے سکتا ہوں لیکن میرے کچھ اور کارروائی شروع کرنے سے پہلے آپ کو ایک بات منظور کرنی ہوگی۔ اور میرے دو سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا پڑے گا"

میں نے کہا "وہ کیا؟ آپ جتنے بھی چاہیں سوال کریں۔ میں حتی الوسع سب کا ٹھیک ٹھیک جواب دوں گا۔ لیکن مجھے منظور کیا کرنا پڑے گا۔ یہ پوری طرح جانے بغیر میں کچھ وعدہ نہیں کر سکتا۔ اگر میرے لئے آپکی بات منظور کرنا ممکن ہو گا۔ اور اگر میں آپ کے حکم کی تعمیل کر سکوں گا۔ تو مجھے اسکے ماننے میں کچھ بھی انکار نہ ہو گا"

اکشے بابو نے کہا "خیر یوں ہی سہی"

پھر وہ کچھ سوچنے لگے اور سوچ کر بولے - میں جو بات آپ سے منظور کرانا چاہتا ہوں - وہ کچھ ایسی خاص بات نہیں - آپ ارادہ کرتے ہی اس کو سرانجام دے سکتے ہیں - اور زمانہ کی حالت کو دیکھتے ہوئے وہ بات کچھ غیر ضروری بھی معلوم نہیں ہوتی آپ انعام کے طور پر جو ہزار روپیہ دینا چاہتے ہیں - اُس کے متعلق کچھ ایسا انتظام ہو جانا چاہیئے کہ وہ روپیہ کسی تیسرے شریف شخص کی تحویل میں رہے - اگر مجھے اپنی کوششوں میں کامیابی ہو جائے تو مجھے مل جائے - آپ کا اُس پر کچھ دعوےٰ نہ رہے لیکن اگر خدانخواستہ میں اپنی کوشش میں ناکامیاب رہوں تو پھر وہ آپ کا مال ہی ہے

مینے کہا "مجھے منظور ہے - اس میں مجھے کسی طرح کا پس و پیش نہیں - اچھا اب آپ کے وہ دو سوال کیا ہیں - فرمائیے"

اکشے بابو بولے "پہلا سوال تو یہ ہے - لیکن دیکھئے دیکھئے ٹھیک ٹھیک جواب دیجئے - کچھ بات چھپا رکھنے سے ہرگز کام نہ چلے گا - کیا ششی بھوشن کے بے قصور ہونے کا آپ کو پورا پورا یقین ہے"

میں بولا "بیشک - میں اس کی بدچلنی اور اوباشی کی وجہ سے اُس سے جیسی نفرت اپنے دل میں رکھتا ہوں - اس کی موجودگی میں یہ نہایت دعوے سے کہ اگر اس کے اس قتل کا مجرم ہونے کے متعلق میرے دل میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ ہوتا تو اس کی رہائی کے لئے کوشش کرنا تو درکنار میں پہلا شخص ہوتا جو کہ اُسے سزا دلانے لئے پوری پوری کوشش کرتا"

اکشے بابو بولے "اچھا دوسرا سوال یہ ہے - کہ آپ صرف ششی بھوشن کو بے قصور ثابت کرانا چاہتے ہیں - یا اُن کی بیوی کے قاتل کو گرفتار کرانا بھی آپ کو مطلوب ہے؟"

میں نے کہا "معاف فرمائیے۔ آپ کا یہ سوال میری سمجھ میں پوری پوری طرح نہیں آیا۔ اپنے مطلب کو زیادہ صاف الفاظ میں ظاہر کیجیئے"۔

اکشے بابو بولے۔ اس میں سمجھ میں نہ آنے والی بات کچھ بھی نہیں۔ ذرا غور کرنے سے آپ پر سب معاملہ صاف ہو جائیگا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اصلی مجرم کو گرفتار کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ کہ میرے ارادہ کرتے ہی وہ آکر کھڑا نہ ہو جائیگا اور یہ نہ کہے گا۔ کہ قتل میں نے کیا ہے۔ چلو۔ مجھے سزا دلوا دو۔ اُسے قاتل ثابت کرنے کے لئے مجھے بہت سے ثبوت حاصل کرنے پڑیں گے۔ جو کہ نہایت مشکل کام ہوگا۔ اسکے مقابلہ میں کسی شخص کو بے قصور ثابت کرنا بہت آسان ہے۔ گو کچھ ثبوت اسکے لئے بھی درکار ہوتے ہیں۔ مگر اتنے نہیں۔ کیونکہ بسا اوقات عدالت کے دل میں اسکے اسکے جرم کے متعلق شبہ پیدا کر دینا ہی کافی ہوتا ہے ۔

اکشے بابو کی یہ بات سُن کر مجھے ہنسی آئی۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اب میں سمجھ گیا۔ میں یہ ایک ہزار روپیہ جو آپکی نذر کرنے کے لئے طیار ہوں۔ اسکی اصل منشا یہ ہے۔ کہ آپ ششی بھوشن کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ کیونکہ میری جو حیثیت ہے اس کے مطابق میں اس سے زیادہ کچھ خرچ نہیں کر سکتا۔ مگر ساتھ ہی اس کے آپ سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ چاہیں اور آپ کو کوئی خاص دقت نہ ہو تو آپ قاتل کو بھی گرفتار کرا سکتے ہیں ورنہ محض ششی بھوشن کو ہی رہا کرا دیں۔ میں ایکہزار روپیہ آپکی نذر کرتا ہوں ۔

اکشے بابو نے کہا۔ اچھا یوں ہی سہی مجھے کچھ عذر نہیں پیچھے کسی بات پر کچھ جھگڑا اکھڑا نہ ہو اس لئے پہلے ہی ہر بات کا فیصلہ کر لینا بہت اچھا ہوتا ہے اب مجھے آپ سے اور کچھ دریافت کرنا نہیں۔ آپ شوق سے تشریف لے جائیے ۔

دوسرا باب

سُراغرساں کی پریشانی

اس کے چار دن بعد اکنشٹے بابو خود ہی میرے مکان پر آ موجود ہوئے۔ اس روز وہ کچھ ناراض اور کبیدہ خاطر سے دکھائی دیتے تھے۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بولے "افسوس! جو میں سوچتا ہوں وہ ہی پورا نہیں ہوتا۔ صاحب کیا جانے آپ نے ایک ہزار روپے کا لالچ دیکر مجھے کیسی جھنجٹ میں ڈالدیا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس بڑھاپے میں ناکامیابی کا داغ میری پیشانی پر نہ لگ جائے"۔

میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا "کیوں صاحب! کیا ہوا؟ آج تو آپ سخت ناراض دکھائی دیتے ہیں"۔

اکنشٹے بابو نے کہا "ہو گا کیا! تمام جسم کا خون خشک ہو گیا۔ سوچتے سوچتے دماغ چکر کھانے لگا۔ لیکن ابتک معاملے کا سر پیر کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ کیا ایسے پر بھی میرا خفا یا ناراض ہونا کچھ بیجا کہا جا سکتا ہے"۔

میں نے پوچھا "کیا ان چار دنوں میں آپ کچھ بھی ٹھیک نہیں کر سکے"۔

اکنشٹے بابو بولے "کرتا کیا اپنا سر! یہ بات تو میرے دل کو لگی ہے کہ شنی بابو نے خود خون نہیں کیا۔ اس کا اصلی نہ ہونا عین ممکن ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اس قتل کی سازش میں شامل جان پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی صلاح سے یہ خون ہوا ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ قتل کے وقت وہ خود بھی موقعہ پر موجود تھا"۔

میں نے کہا۔ "آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیا آپ کے ہاتھ کوئی ایسا

ثبوت لگا ہے جس سے آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں"؟
اکشے بابو بولے "ثبوت اور کیا ہوگا۔ ایک شخص نے تو صاف الفاظ میں اقبال ہی کرلیا اس روز رات کیوقت جب اس کے پاس سے ششی بھوشن رخصت ہوکر آئے تو اس نے اس دن ششی بابو سے اُن کی بیوی کا خون کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ یہ بات اب وہ پولیس کے سامنے باقاعدہ طور پر تسلیم کرنا چاہتا ہے"۔
میں نے چونک کر دریافت کیا۔ کہ "وہ کون ہے"؟
اکشے بابو نے کہا "موکشدا۔ اب ششی بھوشن اس قتل کا تمام بار اس کے سر پر ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ شاید تم نے ابتک یہ نہیں سُنا کہ واردات کے دن موکشدا بھی ششی بابو کے مکان پر پوشیدہ طور سے پہنچی تھی"؟
مینے کہا "تعجب ہے کہ آپ موکشدا کی بات پر یقین کر رہے ہیں"۔
اکشے بابو بولے "نہیں کسی بات پر یقین کرنے کی عادت تو مجھے پہلے ہی دن سے نہیں۔ یہ تو ملازمان پولیس کی کچھ جبلی عادت ہوجاتی ہے کہ وہ کسی کی بات کا اعتبار نہیں کرتے لیکن پھر بھی ممکن ہے کہ موکشدا سب راز افشا کردے تو ششی بھوشن کا جرم پہلے سے بھی زیادہ سنگین ہوجائے۔ ششی بھوشن کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے موکشدا کا منہ بند کیا جائے"۔
میں نے کہا "یہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟ اگر گرفتاری کے خوف سے بھی وہ خود اپنی زبان بند نہیں کرتی۔ تو ہم اس کے منہ میں کس طرح سے لگام دے سکتے ہیں"؟
اکشے بابو نے کہا "روپیہ۔ روپیہ۔ بابو! روپیہ سب کچھ کرا سکتا ہے۔ ہمیں اس کوشش میں ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ ملن بات یہ سوچتے سوچتے میرا سر چکرا گیا اور دیکھو! بال سب سفید ہوگئے۔ براہ مہربانی آپ یہ کریں کہ ایک دفعہ خود اُس سے ملیں اس سے ملنے پر آپ بآسانی یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ اب ہمیں کیا کرنا

چاہیئے؟

میں نے حیران ہو کر پوچھا "کیا میں موکشدا سے ملوں"؟

اکشے بابو نے کہا "اس کے سوا اور چارہ ہی کیا ہے۔ اس کے منہ اور اپنے کانوں سے براہ راست سب سن کر۔ آپ کے دل سے تمام شک و شبہ دور ہو جائیگا۔ میرے دل میں تو اب کچھ بھی شک نہیں۔ میں نے تو خوب اچھی طرح اپنی تسلی کر لی ہے مجھے یقین ہے کہ اگر اسوقت آپ میں سے ملاقات کر کے کچھ فیصلہ نہ کریں گے تو پھر سب بنا یا کھیل بگڑ جائیگا۔ یہ بات تو کبھی میرے خواب میں بھی نہ آئی تھی۔ کہ آپ میری تجویز کی اس طرح مخالفت کرینگے"!

میں نے شک و شبہ سے لیت و لعل میں پڑ کر گھبرائی ہوئی آواز سے کہا "نہیں نہیں میں آپ کی تجویز کی بالکل مخالفت نہیں کرتا لیکن موکشدا سے میری ملاقات کہاں ہو سکتی ہے! اس کے مکان پہ؟ کیا وہ یہاں نہیں آسکتی"؟

اکشے بابو نے سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک سوچ کر کہا "شاید اس بات پہ وہ رضامند نہ ہو اچھا میں اور ایک ترکیب بتادوں۔ آپ یہ کریں کہ میں نے بالی گنج میں جو نیا باغیچہ خریدا ہے۔ کل شام کو دن چھپنے سے پہلے آپ وہاں تشریف لائیں وہاں ہی میں موکشدا سے آپ کی ملاقات کرا دوں گا۔ کیوں یہ بات منظور ہے؟ اس گرد و نواح کے سب آدمی وہ باغیچہ جانتے ہیں۔ اس لئے میرا نام لے کر دریافت کرنے پر آپ کو وہاں پہنچنے میں کسی طرح کی دقت نہ ہوگی"۔

اکشے بابو نے کہا جیسے بھی ہوگا میں اُسے وہاں لانے کی کوشش کرونگا۔ ابتک تو میں کسی کوشش میں ناکامیاب نہیں ہوا! دریچہ تمانے چاہا تو اس بارے میں بھی مجھے ضرور کامیابی حاصل ہوگی میں نے اکشے بابو کی یہ تجویز منظور کر لی۔ اور وہ وہاں سے رخصت ہوئے۔

تیسرا باب

اکشئے بابو کا باغیچہ

اگلے دن شام کیوقت میں بالی گنج کی طرف روانہ ہوُا اور تلاش کرتے کرتے اکشئے بابو کے نئے باغیچے میں پہنچ گیا۔ سورج غروب ہو رہا تھا شفق پھول رہی تھی۔ اسکی بدولت ہر ایک چیز ایک دلفریب سُرخ رنگ میں ڈوبی ہوئی نظر آتی ہے۔ مشرق کی طرف دور آسمان میں پہاڑ کی شکل اختیار کئے ہوئے بادلوں پر سورج کی سنہری کرنیں پڑ کر ایک عجیب خوبصورت اور شاندار نظارہ پیش کر رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی دیوی کی طلائی مورت ہمالہ پہاڑ کی چوٹی پر اپنے پاؤں کے انگوٹھے پر جسم کا تمام بار ڈالے۔ آسمان کی طرف منہ کئے نظر اٹھائے اور ہاتھ پھیلائے کھڑی ہے۔ اور اسکے پر نور جسم کو چھپانے والا آنچل ہوا کے جھونکوں میں حرکت کر رہا ہے اسکی دلفریب مسکراہٹ سے تمام دنیا میں خوشی اور مسرت پھیل رہی ہے اور دنیا بھر کے ذی روح اس نظارے کو دیکھ کر مست اور حیران ہو رہے ہیں ؞

اسوقت میرا دل سینے میں اس طرح تڑپ رہا تھا جس طرح کوئی پرندہ باہر کھلی ہوا میں اڑنے کے لئے پنجرے میں پھڑپھڑایا کرتا ہے۔ آج گویا قدرت کی دیوی تمام جانداروں اور بیجانوں کو کھینچ کر اپنے آغوش الفت میں لینا چاہتی تھی۔ لیکن میرا بدنصیب دل کسی وجہ سے اسکی بہشتی حور کی راحت بھری گود میں جگہ نہیں پا سکتا تھا۔ اسی لئے میرے کثیف جسم سے باہر نکلنے کے لئے بیقرار ہو رہا تھا ؞

میں باغ میں داخل ہُوا۔ اکشئے بابو وہاں پہلے ہی پہنچ چکے تھے۔ اور میری انتظار

میں آہستہ آہستہ ٹہل رہے تھے۔ اسوقت اُن کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی خاص اور گہرے خیال میں محو ہیں۔ جب میں اُن کے پاس پہنچا تو اُنھوں نے چونک کر اور کسی قدر حیران ہو کر مجھ پر نظر ڈالی اور بولے۔ اچھا! آپ تشریف لے آئے۔ میں تو ابھی آپ کے بلانے کے لئے کوئی آدمی بھیجنے والا تھا" +

مینے دریافت کیا۔ "کیوں؟ کیا مجھے آنے میں بہت دیر ہوگئی ہے" +

اُنھوں نے کہا۔ "نہیں کچھ ایسی دیر تو نہیں ہوئی۔ آپ ٹھیک ہی وقت پر آ پہنچے ہیں" +

میں نے پوچھا۔ "موکشدا کا کیا ہؤا؟ کیا وہ بھی آ گئی؟"

اکشے بابو بولے۔ "ہاں بہت دیر ہوئی" +

یہ کہہ کر اکشے بابو نے ایک دو منزلہ مکان کی طرف اُنگلی سے اشارہ کر کے نظروں ہی نظروں میں مجھ پر یہ ظاہر کر دیا۔ کہ موکشدا اس مکان میں ہے۔ باغیچہ سے جہاں کھڑے ہم بات چیت کر رہے تھے۔ وہ مکان کچھ بہت دور نہ تھا +

یہ مکان اکشے بابو کے باغیچہ کے عین وسط میں واقع تھا۔ دیکھنے میں نہایت بوسیدہ اور پرانا معلوم ہوتا تھا۔ چونے کا پلستر جو کہ اس کی دیواروں پر ہو رہا تھا۔ جگہ جگہ سے اُکھڑ گیا تھا۔ اینٹوں نے دانت نکال دیئے تھے۔ اور اس کی بیرونی صورت شکل سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ یہ مکان حضرت نوح کے وقت کا بنا ہؤا ہے۔ لیکن اب اکشے بابو اس کی لپائی پوتائی اور ضروری مرمت کر کے اس مردے میں کچھ جان ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے +

اکشے بابو مجھے اس مکان کی طرف لے چلے +

باغیچوں میں جیسی مختصر سی کوٹھیاں ہؤا کرتی ہیں۔ یہ مکان بھی تقریباً اسی نمونے کا تھا۔ اس میں سامنے کی طرف ایک بڑا وسیع کمرہ تھا۔ جس کے اِدھر اُدھر دونو طرف

چھوٹے چھوٹے کمرے یا کوٹھڑیاں تھیں۔ کرسی۔ فرش زمین سے پانچ ہاتھ تھی۔ اس لئے اندر جانے کی غرض سے دونو طرف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اُن سیڑھیوں پر ولایتی سیمنٹ کا تازہ پلستر ہو رہا تھا۔ اس لئے اکشے بابو نے جوتے اپنے پیروں سے نکال کر ہاتھ میں لے لئے۔ اور نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے سیڑھی پر پاؤں رکھا۔ اُن کی دیکھا دیکھی میں نے بھی اپنے بُوٹ کھول کر ہاتھ میں اُٹھا لئے۔ لیکن میں زینے پر پاؤں رکھنے میں اکشے بابو کی مانند محتاط نہ رہ سکا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سیمنٹ میں جگہ جگہ پر میرے پاؤں کا نشان ہو گیا۔

اکشے بابو نے میری اس بے احتیاطی کو دیکھ کر بھی نظر انداز کر دیا۔ اور مجھ سے کچھ نہ کہا۔ لیکن میں اپنے دل ہی دل میں اپنی اس لاپرواہی پر سخت نادم ہوا۔

چوتھا باب

موکشدا سے مُلاقات

اکشے بابو نے مجھے اس بڑے کمرے میں جا کر ایک کرسی پہ بٹھا دیا۔ آپ بھی ایک کرسی کھینچ کر میرے پاس بیٹھ گئے اور بولے "میں نے آپ کو بیفائدہ ہی تکلیف دی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری اس کوشش سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ موکشدا کے سر پہ ضد کا بھوت سوار ہے۔ وہ کسی کے کہنے سنے پر کچھ توجہ نہیں دیتی ششی بھوشن سے از حد ناراض ہے کیونکہ اسکی تمام ذلت اور خواری کا باعث ششی بھوشن ہی ہے جس نے پہلے اُسے اپنے دام محبت میں پھنسا کر بعد میں اس کے خلاف مرضی دوسری عورت سے شادی کر لی۔ اور اسے سخت دھوکا دیا

اس لئے موکشدا ششی بھوشن سے سخت ناراض ہے۔ اور اس کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے۔ کہتی ہے کہ اگر مجھے بھی ششی بھوشن کیساتھ پھانسی پر لٹکنا پڑے گا۔ تو کچھ ڈر نہیں۔ میں بہت خوش ہوں گی لیکن اسے ہرگز نہ بخشوں گی۔ وہ کسی طرح بھی سمجھائے بجھائے نہیں مانتی۔ اگر تم اسے کسی طرح راہ راست پر لاسکو تو اور بات ہے۔ میرے کئے تو کچھ نہیں ہو سکا۔ اچھا اب آپ تشریف لائے ہیں۔ تو کوشش بھی کر دیکھیں۔ ہرج ہی کیا ہے؟ جو ہونا ہے وہ تو ہو ہی گا۔ اچھا اب میں اُسے آپ کے پاس بھیجتا ہوں"۔

یہ کہہ کر اکشے بابو وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں موکشدا وہاں آ پہنچی میں نے اُسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اتنا اکشے بابو ششی بھوشن کی باتوں سے میں نے موکشدا کی جو تصویر اپنے ذہن میں کھینچ رکھی تھی اُس کی شوخ نشیلی آنکھوں اور اس کی البیلی چال نے اُسے محو کر دیا۔ اور میں نے اپنے دل میں سمجھ لیا۔ کہ وہ نہایت ضدی عورت ہے جسے اپنا ہم رائے بنانا کچھ آسان کام نہ ہوگا۔

ازاں بعد بات چیت کرنے پر مجھے معلوم ہوا کہ ششی بھوشن نے اس کیساتھ سخت سخت دھوکے بازی اور بدسلوکی روا رکھی ہے اس لئے وہ ششی بھوشن سے نہایت نفرت کرتی ہے۔ اسی نفرت کی بدولت وہ ششی بھوشن کے خون کی پیاسی ہے اور جبتک اس سے پورا پورا انتقام نہ لے گی۔ اُسے ہرگز چین نہیں مل سکتا۔

لیکن پھر بھی میں نے ششی بھوشن کے مفید مطلب دوچار باتیں کہیں جنہیں سن کر اس کی آنکھوں سے خون برسنے لگا۔ آگ کے شعلے نکلنے لگے! اور وہ سخت نفرت بھری نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ششی بھوشن کی حمایت کرنے پر وہ مجھے اس سے کہیں زیادہ حقیر اور قابل نفرت خیال کرتی ہے۔ اس لئے میں نے کچھ اور زیادہ کہہ کر اس کے غصے اور نفرت کی آگ کو بھڑکانا مناسب نہ سمجھا۔

میں سمجھ گیا کہ اس کی اس نفرت اور غصے کو کسی طرح دور نہیں کیا جا سکتا - یہ عورت چکنی چپڑی باتوں یا مال و زر کے لالچ میں آ کر اپنے مقصد سے ہٹنے والی نہیں ہے - اس کا دل نہایت صاف ہے - اور جو کچھ اس کے دل میں ہے وہی اسکی زبان اور اس کی صورت و شکل سے ظاہر ہو رہا ہے - وہ اپنے آپ کو ہم سے اور اکشے بابو سے بالاتر سمجھتی ہے +

غرضیکہ میں نے اس کے ایسی گری ہوئی نیچ بیسوا ہونے پر بھی اُس کے آگے ہاتھ جوڑ کر اُسے طرح طرح سے سمجھانے کی کوشش کی - اور اُس سے شستی بھوشن کی جان بخشی کرانی چاہی لیکن وہ کسی طرح بھی نہ مانی - اور میری منت سماجت اس کے فیصلے میں ایک ذرہ بھر فرق بھی پیدا نہ کر سکی - آخر وہ میرے بہت کہنے سننے پر بگڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی - اور جلدی سے میرے پاس سے اُٹھ کر چلی گئی - میں نے دیکھا کہ اب یہ مصیبت کسی طرح ٹالے نہیں ٹل سکتی +

پانچواں باب

میری رائے

موکشدا کے چلے جانے پر اکشے بابو پھر میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیوں ؟ کیا ؟ اب بھی تم شستی بھوشن کو بے قصور خیال کرتے ہو + یہ کہہ کر اُنہوں نے میرے چہرے پر ایک تیز اور دل کے چھید لے والی نظر ڈالی - اُن کی اس بات پر اور اس نظر سے میں سمجھ گیا کہ وہ بھی دروازے کی اوٹ میں کھڑے ہماری باتیں سن رہے تھے - اور دیکھ رہے تھے +

میں نے کہا "ہاں اب بھی میرا وہی یقین ہے کہ ششی بھوشن درحقیقت بے قصور ہے۔ میرا خیال کسی طرح بدل نہیں سکتا۔ آپ خواہ کچھ بھی سمجھیں لیکن میری رائے میں مونگشدا کا بیان سراسر غلط ہے۔ اس نے ایسا ــــ"

میں کچھ کہتا کہتا رک گیا۔ اور اکشے بابو نے مجھ سے بات اگلوانے کے لئے کہا "یہ تو کچھ بات نہیں۔ اپنا اپنا خیال ہے۔ ممکن ہے کہ میں ہی غلطی پر ہوں۔ میں ایک مرتبہ سب معاملے پر پھر غور کروں گا۔ اگر کامیابی کی کوئی صورت دیکھوں گا تو تفتیش اپنے ہاتھ میں رکھوں گا۔ ورنہ چھوڑ دوں گا۔ آپ کسی اور زیادہ ہوشیار سراغرساں سے انتظام کر لیجئے گا۔ جیسا ہوگا کل کسی وقت آپ سے مل کر میں یقیناً آپ کو اپنے آخری فیصلے سے مطلع کر دوں گا"۔

میں نے پوچھا "آپ کس وقت تشریف لائینگے؟ مجھے بتا دیجئے۔ تاکہ میں مکان ہی پر رہوں"۔

اکشے بابو نے کہا "تین بجے کے بعد"۔

میں نے کہا "اچھا۔ اسوقت ضرور مکان پر موجود رہوں گا"۔

چھٹا باب

میرے تعاقب میں

جب میں اکشے بابو کے نئے باغیچے سے باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک آدمی سڑک کے قریب ہی درخت کے نیچے کھڑا ہے۔ اور اپنے آپ کو درخت کی آڑ میں چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے اس کی طرف کچھ زیادہ توجہ نہ کی۔ اور اس سنسان

ویران راستے پر جو دو رویہ درختوں کے گھنے سایہ سے تاریک ہو رہا تھا۔ آگے بڑھا چلا گیا۔ اور میرے پاؤں کی آواز اس خاموشی میں گونجتی ہوئی چاروں طرف پھیلتی گئی۔

کچھ دور آگے بڑھ کر میں نے پھر پیچھے کو دیکھا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ آدمی کسی قدر فاصلے پر میرے پیچھے پیچھے آرہا ہے۔ اسے اس طرح اپنے تعاقب میں دیکھ کر پہلے تو میرے دل میں کچھ شبہ ہوا۔ لیکن بعد میں میں نے سوچا کہ یہ عین ممکن ہے۔ اُسے بھی اسی راستہ پر جانا ہو۔

اس کے بعد جب میں اپنے مکان کے پاس پہنچا۔ تب بھی وہ آدمی موجود تھا لیکن اس مرتبہ وہ میرے پیچھے پیچھے نہ تھا۔ بلکہ کسی طرح گھوم پھر کر آگے آگیا تھا۔ اور میرے مکان سے آگے تین چار مکان چھوڑ کر ایک گلی کے سرے پر کھڑا ہوا میری طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ تب میں سمجھا کہ یہ شخص میرے ہی پیچھے آیا ہے۔ اور ضرور اس میں کوئی راز ہے۔

شام کی گہری تاریکی میں جبتک میری نگاہ کام کر سکی۔ میں اُسے وہاں ڈٹے ہوئے دیکھتا رہا۔ وہ اپنی شکل وصورت اور وضع قطع سے کوئی اعلےٰ طبقے کا آدمی معلوم ہوتا تھا۔ مینے سوچا کہ اعلےٰ ہو یا ادنےٰ۔ شریف ہو یا رذیل۔ یہ شخص کون ہے؟ اور میرے پیچھے پیچھے آنے سے اسکا مطلب کیا ہے؟

اس خیال سے میرا دل کسی قدر بے چین ہو گیا۔ پھر میں نے سوچا کہ میں اپنے مکان میں نہ جا کر ادھر اُدھر کہیں اور چلا جاؤں۔

اس وقت میرے دل میں طرح طرح کے ناخوشگوار خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن آخر میں نے اس کی موجودگی کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور دل کی بات دل ہی میں رکھتے ہوئے میں اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اور اس کے بعد بہت جلد ہی یہ واقعہ میرے ذہن سے رفت وگذشت ہو گیا۔

ساتواں باب

اکشے بابو کی مسرت

اگلے روز ٹھیک ۳ بجے اکشے بابو میرے مکان پر آموجود ہوئے۔ اس روز مینے دیکھا کہ وہ نہایت خوش ہیں۔ اور ان کا چہرہ کھلا پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں سب حال بن دعن معلوم ہو گیا ہے۔ اور اس لئے وہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے۔ انہوں نے مجھے زبردستی کھینچکر ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور بولے بیٹھئے جناب بیٹھئے۔ اور کچھ فکر نہ کیجیے"۔

ان کے اس بے تکلفانہ سلوک سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا وہ مکان میرا نہیں۔ بلکہ اُن کا ہے۔ اور میں اُن کے مکان پر مہمان بن کر آیا ہوں۔ غرضیکہ میں بیٹھ گیا۔ اور میں نے نہایت بیقرارانہ انداز سے پوچھا۔ آج تو آپ نہایت خوش دکھائی دیتے ہیں۔ شاید کچھ سراغ مل گیا ہے۔

اکشے بابو نے مسکراتے ہوئے کہا "ہاں آج میں یہ ہمت کر کے کہہ سکتا ہوں کہ میں اس معاملہ کو بالکل اپنی مٹھی میں لے آیا ہوں۔ بڑا پراسرار اور حیرت انگیز واقعہ تھا۔ مینے اب تک سینکڑوں ہی وارتوں کی تفتیش اور تحقیقات کی۔ لیکن ایسا تعجب انگیز پراسرار اور پیچ در پیچ معاملہ ایک مرتبہ کے بسوا اور کبھی بھی در پیش نہیں آیا۔ اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ اب جس قدر عمر میری ہو آئی ہے اور جو تجربہ مجھے حاصل ہوا ہے اس کے لحاظ سے میں ایسے عجیب و غریب معاملات پر بھی عبور حاصل کرنے کا حقدار ہو گیا ہوں"۔

پھر مسکرا کر پوچھا۔ "کیوں آپ کی کیا رائے ہے۔ کل موکشدا سے آپ کی جو کچھ بات چیت ہوئی ہے۔ اُس نے معاملہ بالکل صاف کر دیا۔ اور اب اس میں کوئی پیچیدگی باقی نہیں رہی۔ موکشدا نہایت ہی ہوشیار اور چلبلی ہوئی لڑکی ہے ایسی باتیں بتاتی ہے۔ اور ایسا مکر گانٹھتی ہے۔ کہ کوئی بھی یہ نہیں جان سکتا۔ کہ وہ جو باتیں کر رہی۔ وہ حقیقی ہیں یا محض بناوٹی۔ اگر وہ کسی تھیٹر میں داخل ہو جائے۔ تو چند ہی برسوں میں ایک نہایت اور ہوشیار ایکٹرس بن سکتی ہے +

میں یہ سنکر نہایت حیران ہوا۔ اور میں نے پوچھا۔ کیوں کل تو آپ یہ کہتے تھے کہ" میری بات کاٹ کر اکشے بابو نے کہا۔ اوہ! آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔ کل کی بات آج کرتے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ اور جو کچھ میں کہتا ہوں دھیان دے کر سنیں۔ آپ نوجوان ہیں۔ آپ کا خون گرم ہے اس لئے آپ جلد ہی بقرار ہو جاتے ہیں۔ کل اگر میں آپ کے سامنے سب صاف صاف بات کہہ دیتا تو ضرور ہے کہ آپ میری تمام محنت خاک میں ملا دیتے۔ موکشدا نہایت ہی ہوشیار اور چالاک لڑکی ہے۔ جیسا کہ ڈھونگ کھو بنا سکتی ہے" +

یہ کہتے کہتے وہ یکایک چپ ہو گیا۔ اور اپنی انگلیوں سے کھیلنے لگا۔ میں بقرار ہو کر اُس سے پوچھا۔ "کیا آپ موکشدا سے اس خون کے بارے میں کوئی سراغ پا سکے ہیں؟

اکشے بابو نے کہا۔ "ہاں۔ یوگیش بابو! آپ کا یہ خیال بالکل ٹھیک ہے کہ اس خون میں ششی بھوشن بابو کا ہاتھ بالکل نہیں ہے۔ بلکہ عین ممکن ہے۔ کہ قاتل ششی بھوشن کا ہی خون کرنے گیا ہو اور اس نے دھوکے میں لیلا کو مار گرایا ہو +

یہ سنتے ہی میرے سر سے پاؤں تک ایک برقی لہر دوڑ گئی۔ اور میں چونک اُٹھا +

آٹھواں باب

ششی بھوشن کی بریت کے ثبوت

میری یہ بیقراری دیکھ کر اکشے بابو بولے" صبر کیجئے۔ اس میں اضطراب اور حیرت کی کچھ بات نہیں ہے۔ ششی بھوشن اس قتل کا مجرم ہو یا نہ ہو۔ وہ غریب اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ کل رات اس نے حوالات میں ہی خودکشی کر لی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اس امر کا اب تک علم نہیں ہے۔ کہ ششی بھوشن کی خواب گاہ کے جنوب کی جانب ایک گلی ہے جہاں ایک دیوار ہے۔ جو کچھ بہت زیادہ بلند نہیں۔ اور اس میں کئی ایک چھوٹے بڑے درخت اُگے ہوئے ہیں۔ ششی بھوشن کی خواب گاہ میں دو پلنگ بچھے تھے۔ ایک پر لیلا اپنے بچے کو لے کر سویا کرتی تھی۔ اور دوسرے پر ششی بھوشن بابو اکیلا سوتا تھا جس رات لیلا کا خون ہوا۔ اس رات ششی بھوشن بابو موکشدا کے مکان پر نہیں گیا۔ اس لئے موکشدا خود رات کے وقت پوشیدہ طور سے اس کے مکان پر آئی۔ اس روز ششی بھوشن نشہ میں نہایت بدمست تھا۔ اسی بدمستی کی حالت میں اس نے جھگڑا کر لیا۔ کو خوب مارا پیٹا تھا۔ اس رات اتفاقاً گلی کی طرف کی ایک کھڑکی کھلی ہی رہ گئی تھی جس کی بدولت گلی میں کھڑے ہوئے آدمی کو اُن کے گھر کی سب کارروائی نہایت صاف صاف نظر آسکتی تھی۔ خیر اس کے بعد ششی بھوشن ایک بستر پر لیٹ کر شراب کے نشہ میں اول جلول بکتا ہوا سو گیا اور اس کے کچھ دیر بعد لیلا بھی سو گئی۔

" ایک گھنٹہ گذر جانے پر قاتل۔ اُسی گلی کے راستے سے دیوار پر چڑھ کر درختوں کی شاخوں کا سہارا لیکر مکان میں داخل ہوا۔ اور لیلا کا خون بہا کر پھر اُسی راستے سے نکل کر چلا

گیا۔ اسوقت لیلا کا شوہر نشے اور نیند کے مارے دنیا ومافیہا سے کی طرف سے بالکل بے خبر تھا۔

"یوگیش بابو میری یہ باتیں آپکو نہایت عجیب معلوم ہوتی ہوں گی۔ لیکن ان میں سے ایک بات بھی واقعات کے خلاف نہیں ان کے متعلق کئی ثبوت میرے ہاتھ لگے ہیں۔ آپکا یہ معاملہ ہاتھ میں لیتے ہی سب سے پہلے میں نے ششی بھوشن بابو کے خانگی حالات معلوم کرنے کی کوشش کی اس کوشش میں مجھے بہت کچھ کامیابی ہوئی اور معلوم ہوا۔ کہ ششی بھوشن کی خواب گاہ میں دو پلنگ بچھتے تھے۔ ایک بڑا جس پر لیلا اور اُس کا بچہ آرام کرتے تھے۔ اور دوسرا چھوٹا جس پر ششی بھوشن خود سویا کرتا تھا۔ ان دونوں کے ایک ہی پلنگ پر نہ سونے کی وجہ یہ تھی۔ کہ ششی بھوشن اکثر رات کیوقت نہایت دیر تک شراب خوری میں مصروف رہتا تھا۔ اس لیے جب تک اُسے نیند نہ آتی تھی۔ وہ بستر پر پڑا ہوا کروٹیں بدلا کرتا تھا جس سے اس کی بیوی بچے کیساتھ ایک ہی پلنگ پر سونا ناممکن ہو گیا تھا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی۔ کہ اسکے اس طرح کروٹیں بدلتے رہنے سے چھوٹے بچے کی نیند میں خلل پڑتا تھا۔ اور وہ رو کر اس کے اپنے آرام میں بھی خلل ڈالدیتا تھا۔

جس روز لیلا قتل ہوئی۔ اس سے اگلے روز سب نے اُس کی لاش کو اپنے خاوند کے بستر پر پڑے دیکھا۔ اس واقعہ سے دو باتیں میرے ذہن میں آئیں۔ ایک تو یہ کہ اُس رات ششی بھوشن نے شراب زیادہ پی ہو گی۔ اس لیئے وہ مدہوشی کی حالت میں اپنی بیوی کے بستر پر جا کر سو رہا۔ کچھ دیر بعد جب لیلا کو سونے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو وہ اپنے بستر پر اپنے شوہر کو سوتے ہوئے دیکھ کر۔ اور اس کی نیند میں خلل انداز ہونا مناسب نہ سمجھ کر۔ اس کے بستر پر سو گئی۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ کوئی شخص اندھیرے میں کھڑکی کے راستے میں اس کمرے میں داخل ہوا۔ ممکن ہے کہ اُسے پہلے سے اس امر کا علم ہو کہ یہ دونو میاں بیوی کس کس پلنگ پر سوتے ہیں۔ اس لیئے اس نے اندھیرے میں اچھی طرح تعیین کئے بغیر شوہر پر قاتلانہ حملہ کرنے کی نیت سے اُس کے عوض میں بیوی کا کام تمام کر دیا ہو۔"

ان دونوں باتوں کے میرے پاس پورے پورے ثبوت ہیں - اس امر کا ثبوت کہ کوئی شخص ان کی خواب گاہ میں گلی کے راستے سے دیوار کود کر داخل ہوا ہے - کہ اس گلی کے قریب والی دیوار پر پاؤں کے دو تین نشان ایسے ہیں - جو صاف دکھائی نہیں دیتے لیکن نیچے گلی میں کئی نقش پا نہایت صاف نظر آتے ہیں - کیونکہ اس جگہ بہت سے درخت ہیں - اور پاس ہی ششی بھوشن بابو کی دو منزلہ حویلی ہے جس کی وجہ سے دھوپ وہاں بہت تیز نہیں پڑتی - تھوڑا سا پانی پڑنے پر وہ زمین عرصہ تک تر رہتی - اور وہاں کیچڑ سی بنی رہتی ہے - اسی لئے اس جگہ یہ نقش پا زیادہ گہرے اور صاف دکھائی دیتے ہیں - جب میں نے پہلے ہی پہل ان نقش پا کو دیکھا تھا تو میں نے اس خیال سے کہ شاید وہ کچھ کام دیں - ان میں سب سے زیادہ صاف نقش پر درخت کے خشک پتے جمع کر کے آگ لگا دی - جس سے وہ زمین سوکھ گئی اور پاؤں کا نشان زیادہ پائدار ہو گیا - بعد ازاں میں نے اس میں مصالحہ بھر کر اس کا نقشہ اتار لیا - ویسے ہی ایک دو نقش قدم مجھے ششی بھوشن بابو کی خوابگاہ کی کھڑکی کے سامنے کارنس پر نظر آئے - جو کہ اگرچہ بہت صاف نہ تھے - لیکن پھر بھی ناپ کے لحاظ سے پہچانے جا سکتے تھے "

" ممکن ہے کہ میری بات سے آپ کو یہ شبہ ہو کہ قاتل اس چھوٹی سی دیوار پر سے دو منزلے کمرے پر کس طرح پہنچا - لیکن میں آپ کا یہ شبہ قائم نہ رہنے دونگا - اسی جگہ ایک جامن کا درخت بھی ہے - جس کی شاخیں ایک طرف تو دیوار پر جھول رہی ہیں اور دوسری طرف کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچی ہوئی ہیں - ان شاخوں میں سے کئی ایک شاخیں قاتل کے چڑھنے یا اترنے سے ٹوٹ گئی ہیں - کئی الگ ہو کر زمین پر گر پڑی ہیں - اور کئی ایک اب تک لٹک رہی ہیں - ان سب باتوں سے میں نے یہ اندازہ لگا لیا - کہ اس قتل میں ششی بھوشن کے علاوہ کوئی اور بھی شریک ہے

اس لئے میں آپ کا ہمراہی ہو گیا - کہ یہ کام ششی بھوشن کا نہیں - اور وہ اس قتل کے جرم سے بالکل بے قصور ہے - میں نے جو کچھ کہا ہے اُمید ہے - کہ آپ اُسے اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے" ؛

اکشے بابو نے اپنے اس سوال کا مجھ سے جواب پانے کے لئے ایک منٹ کا بھی انتظار نہیں کیا - اور اسی محویت کے عالم میں بولے "موکشدا ابھی بڑی چالاک لڑکی ہے جیسا سوانگ چاہے بھر سکتی ہے - اوہ ! کیسی عقلمند لڑکی ہے - شاباش شاباش" ؛

میں نے کشے بابو کی یہ محویت دور کرنے کے لئے کہا " تو کیا آپ اس موکشدا کو ہی قاتل قرار ...."

میری بات بیچ ہی میں کاٹ کر اور میرے چہرے پر ایک متجسسانہ نظر ڈال کر اکشے بابو نے مسکراتے ہوئے کہا " کیا یہ ممکن ہو سکتا ؟ کیا یہ سمجھنے کی بات ہے ؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نہایت مضطرب ہو اُٹھے ہیں - آپ لئے ہی مجھے اس کام پر لگایا ہے - اس لئے میں آپ سے اس راز کو زیادہ عرصے تک پوشیدہ رکھنا مناسب نہیں سمجھتا - اور اس بارے میں کوئی مزید ثبوت پیش کرنا بھی مجھے ضروری معلوم نہیں ہوتا - میں اب آپ کا قاتل سے آمنا سامنا ہی کرائے دیتا ہوں" ؛

یہ کہہ کر اکشے کمار بابو - فوراً اٹھ کھڑے ہوئے - اور انہوں نے نہایت پھرتی سے میرے کمرے کی کھڑکی کھول دی اور اس میں جھک کر سیٹی بجائی ؛

نواں باب !

قاتل کون ہے ؟

میں اس کے لئے بالکل تیار نہ تھا - اس لئے حیرت سے کانپ اُٹھا - میرے

جسم پر سر سے پاؤں تک سنسنی سی چھا گئی۔ آنکھوں کے سامنے طرح طرح کے رنگ آنے لگے۔ کلیجہ کانپ اُٹھا۔ چھاتی دھڑکنے لگی۔ اور میں نہایت اضطراب اور بیقراری سے دروازے کی طرف تکنے لگا۔

چند لمحے بعد دو شخص کمرے میں داخل ہوئے۔ ایک کو تو دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا۔ کہ وہ محکمہ پولیس کا کوئی افسر ہے۔ اس کے ساتھ دوسرا شخص وہ ہی تھا جو گذشتہ رات بالی گنج سے میرے پیچھے پیچھے مکان تک آیا تھا۔ اس شخص کی طرف انگلی سے اشارہ کر کے اکشئے بابو نے مجھ سے دریافت کیا۔ کیا آپ اس آدمی کو پہچانتے ہیں؟

میں نے کہا "ہاں جب میں آپ کے باغیچے سے گھر کی طرف واپس آ رہا تھا تو یہ شخص میرے پیچھے پیچھے مکان تک آیا۔ لیکن اس سے پہلے میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا"۔

اکشئے بابو بولے۔ "ہاں نہ دیکھا ہو گا۔ یہ میرے حکم سے ہی آپ کے پیچھے پیچھے آیا تھا"۔ یہ کہہ کر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے اُٹھ کر دو ادو وارداں سے کہا تم اپنا وارنٹ نکالو۔ انہیں کا نام یوگیش بابو ہے۔ اور انہوں نے ہی لیلا کو قتل کیا ہے ان کو گرفتار کر لو۔

یہ سن کر میرے سر پر بجلی گر پڑی۔ میں کود کر دس قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بھری دوپہر میں جبکہ آفتاب اپنی پوری آب و تاب سے چاروں طرف چمک رہا تھا میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میرے کانوں میں طرح طرح کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ تاریکی چاروں طرف گہری سے گہری ہوتی گئی۔ کچھ عرصے تک مجھے کچھ دکھائی نہ دیا اور نہ یہ سدھ بدھ رہی کہ میں کہاں ہوں اور کہاں نہیں۔ جب کچھ دیر بعد مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں بدنامی یعنی زیور

ہتھکڑیاں پڑ گئی ہیں۔ اور اکٹھے بابو کہہ رہے ہیں۔ لوگیش بابو! مجھے آپ کے لیئے نہایت افسوس اور رنج ہے۔ لیکن میں کیا کروں فرض کے ہاتھوں مجبور ہوں فرض مجھے ایسا کرنے کے لیئے مجبور کر رہا ہے۔ آپ جان بوجھ کر اپنے جرم کا بار بے قصور موکشدا کے سر تھوپتے تھے۔ جو کہ آپ جیسے شریف انسان کی شان کے شایاں کسی طرح نہیں کہا جا سکتا۔ خیر جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ جس دن آپ مجھ سے پہلے ہی پہل ملے تھے۔ اُسی دن آپ کے منہ سے قتل کا تمام ماجرا سنتے ہوئے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اس معاملے کا سراغ کس طرح چلے گا۔ اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ اسی لیئے میں نے آپ کے مقرر کردہ انعام کے متعلق آپ سے حسب ضابطہ تحریر لے کر اس انعام کو کسی شریف شخص کے پاس جمع کر دینے پر اصرار کیا تھا کیونکہ آپ بھی یہ جانتے ہیں کہ خالی ہاتھ پر کبھی کسی کا منہ نہیں کھلتا۔ لیکن اس سے بھی آپ کے دل کی عظمت اور بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ ششی بھوشن آپ کا جانی دشمن تھا۔ آپ اپنے دل میں یا بخوبی طرح جانتے تھے۔ کہ وہ بے قصور ہے۔ اور آپ کو آپ کے اپنے جرم کی سزا بھگتنی پڑیگی۔ اس لیئے آپ کو اس حالت پر رحم اور افسوس ہُوا۔ اور یہ رحم اور افسوس ہی ایک ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیئے جانے کا محرک تھا۔

اب میں آپ کے جرم کے دو چار ثبوت بھی آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اپنا یہ معاملہ کسی ایسے ویسے سراغرساں کے حوالے کر دیتے۔ تو آپ بے فکر ہو سکتے تھے۔ غلطی آپ نے صرف یہ کی کہ یہ کام مجھ جیسے پرانے وبدہ کار کے حوالے کیا۔ جسے ملزم کو سزا دلانے سے بھی زیادہ اپنی شہرت اور نیک نامی کی فکر رہتی ہے۔

"جس دن لیلا کا خون ہُوا۔ اُسی دن رات کے دس بجے باغیچے میں آپ کے اور ششی بھوشن کے درمیان خوب گرما گرم بات چیت ہوئی۔ آپ

نے باآواز بلند اسے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ آپ کی یہ دھمکی ششی بھوشن کے علاوہ اور بھی دو آدمیوں نے سنی۔ اس کے کچھ دیر بعد ششی بھوشن نے اپنی چھری تلاش کی جو کہ اسے وہاں نہیں ملی جہاں وہ ہمیشہ رکھی رہا کرتی تھی۔ آپ چپکے سے ششی بھوشن کی وہ چھری اڑا لائے تھے اس کے متعلق میں نے بھی ایک دو ثبوت حاصل کئے ہیں۔ اسی ششی بھوشن کی سخت نوک اور طعن و تشنیع سے ہی آپ کے خون میں غیر معمولی حرارت آگئی۔ گھر واپس آنے پر بھی اس حرارت میں کچھ کمی واقعہ نہ ہوئی۔ آپ ششی بھوشن کو قتل کرنے کے ارادے سے پھر اس مکان پر گئے اس وقت آپ کے دل میں یکایک کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور آپ ششی بھوشن کی بیٹھک میں جاکر وہاں سے اسکی چھری نکال لائے۔ اور اس طرح آپ نے چوری کے جرم کا بھی ارتکاب کیا۔

"جس وقت آپ اس جرم کے مرتکب ہو رہے تھے۔ ایک ملازمہ نے آپکو دیکھا تھا۔ لیکن آپ اعلےٰ طبقہ کے انسان تھے۔ اور وہ ادنےٰ لی۔ اس لئے وہ آپ کو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھ کر بھی آپ پر ایسے شنیع فعل کا شبہ نہ کر سکی۔ جب یہ سب کچھ ہو چکا۔ تو پھر ششی بھوشن اپنی بیٹھک میں جاکر شراب پینے لگا۔ شراب نے اس کا دماغ خراب کر دیا۔ جبتک اس سے ہو سکا۔ وہ وہاں بیٹھا بیٹھا شراب پیتا رہا۔ جب پی چکا تو بوتل الماری میں رکھنے کے لئے اٹھا۔ بوتل الماری میں رکھتے ہوئے اس نے دیکھا کہ چھری وہاں موجود نہیں۔ جہاں کہ ہمیشہ رکھی رہتی تھی۔ یہ دیکھ کر پہلے تو اس کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا۔ اس نے اِدھر اُدھر تلاش بھی کی۔ لیکن جب کہیں نہ ملی تو وہ لاچار اپنے گھر چلا گیا۔ گھر جاکر اس نے لیلا سے چھری یکایک غائب ہو جانے کا ذکر کیا۔ اُسی وقت اُس کی خوابگاہ کے پاس والی گلی کے قریب موکشدا نے کسی

شخص کو کھڑے دیکھا۔ موکشدا سے جب میں نے اس شخص کا نام دریافت کیا۔ تو اُس نے کہا "میں اُسے نہیں پہچانتی۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔

تب میں نے ایک چال سے آپ کو اس کے سامنے کیا۔ اس وقت آپ نے اس کی زبانی جو باتیں سنی۔ وہ سب کی سب محض فرضی اور بناوٹی تھیں۔ میں نے ہی اُسے سب کچھ سکھایا پڑھایا تھا۔ موکشدا نے آپ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ جس سے یہ معاملہ بالکل صاف ہو گیا۔

یہ ہونے پر بھی مینے صرف موکشدا کی بات پر اعتبار نہیں کیا۔ کیونکہ کوئی سراغرساں بھی بغیر کافی ثبوت کے کسی کی بات پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ مینے اس دیوار کے پاس والے نقش قدم کا آپ کے پاؤں کے نقش کے ساتھ مقابلہ کی ضرورت سمجھی۔ اس لئے میں نے آپ سے باغیچہ والی کوٹھی میں تشریف لیجانے کی درخواست کی۔ جہاں میں تازہ سیمنٹ کا پلستر کرایا تھا۔ آپکو ننگے پاؤں چلانے کی غرض سے میں خود ننگے پاؤں ہوا۔ اور اس طرح میں نے اس ولایتی سیمنٹ پر آپ کے پاؤں کا نقش پا لیا۔ جب میں نے اس نقش پا کا گلی والے نقش کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھا۔ تو دونو نقش بالکل یکساں پائے گئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس گلی میں جس قدر نقش پا تھے۔ وہ سب آپ کے ہی تھے"۔

یہ کہکر اکشے بابو ہانپتے ہوئے نہایت جوش میں بھر کر کہنے لگے "موکشدا ایسی بڑی چالاک۔ بڑی ہوشیار اور بڑی عقلمند ہے۔ شاباش بیٹی شاباش تو جو سوانگ چاہے بھر سکتی ہے۔ لیکن یوگیش بابو موکشدا پر بھی میں پورا پورا اعتبار نہیں کر سکتا تھا۔ آپ سے ملاقات کے وقت اگر وہ میرا ارادہ آپ پر ظاہر کر دیتی۔ اور آپ کو اس امر کی اطلاع دے دیتی۔ کہ میں آپ کو کس پھندے میں پھنسانا چاہتا ہوں۔ یا آپ خود ہی کسی طرح میرا منشا تاڑ جاتے تو میرا سب بنا بنایا کھیل بگڑ

جاتا۔ اس خطرے سے بچنے کے لئے میں نے اس شخص کو اس آدمی کی طرف اشارہ کر کے، آپ کے پیچھے پیچھے بھیجا تھا۔ اور اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ یہ دیکھے کہ آپ سیدھے گھر ہی جاتے ہیں۔ یا کہیں اور۔ گھر جا کر آپ کیا کرتے ہیں۔ آپ کے چہرے کی حالت کیسی ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں اس نے معلوم کر کے مجھے اطلاع دی۔ جب آپ گھر میں چلے گئے۔ تو یہ شخص آپ کے مکان کے سامنے کھڑا ہوا دو گھنٹے تک آپ کا انتظار کرتا رہا۔ جب آپ پھر باہر نہیں آئے۔ تو یہ مطمئن ہو گیا۔ اور اس نے آکر سب حال مجھ سے کہا۔ بعد ازاں آج میں نے آپ کے نام کا وارنٹ حاصل کیا۔ اور میں اپنا فرض ادا کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ غرضیکہ خون کے مقدمات تو بسرا غرسانی اور تفتیش کے لئے میرے پاس کئی آئے ہیں۔ لیکن ان میں ایک کے سوا اور کوئی بھی ایسا پیچدار اور پر اسرار نہ تھا۔ مگر شکر ہے کہ اب میں یہ راز معلوم کر سکا ہوں۔ کہ کشتی بھوشن بے قصور ہے۔ اور اصلی قاتل کون ہے +

دسواں باب

افسوس

میں کیا کہوں؟ اب کہنے کے لئے رہ بھی کیا گیا ہے۔ ہے سرو گیہ سے سرب شکتیمان پربھو! مجھ بد قسمت کے دل کا حال تم اچھی طرح جانتے ہو۔ بھگوان جسے میں اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا۔ اس پر ایک بد ذات سنگدل

کے ہاتھوں ایسا ظلم وستم ہوتے ہوئے دیکھ کر میرے دل کو جو صدمہ پہنچا تھا۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں۔ پربھو! اس میں اگر مجھ سے یہ غلطی نہ ہوتی۔ اگر میں کمبخت شِشی بھوشن کو خاک میں ملا سکتا۔ تو مجھے کچھ تو سکھ ہوتا۔ میں اطمینان کی موت تو مر سکتا۔ میں یہ سمجھتا کہ میں نے مر کر لیلا کو ایک خونخوار درندہ صفت وحشی انسان کے ہاتھوں سے نجات دلائی ہے۔ ہائے! انسان جو کچھ کرنا چاہتا ہے۔ وہ کبھی پورا نہیں ہوتا۔ اُسی سرب شکتیمان پرماتما کی مرضی اور خواہش سے دنیا کے سب کاروبار انجام پاتے ہیں۔ ان میں خواہشات یا کوششوں کا کچھ دخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی لیلا ایسی اپرمپار ہے۔ کہ پاپی اپنے ہاتھوں آپ ہی اپنے کئے ہوئے پاپوں کی سزا پا جاتا ہے ÷

شیر خوار کم سمجھ بچہ جیسے پہلے پہل شیر کی ماند میں جاتا ہوا خوف نہیں کھاتا اور وہاں پہنچ کر بھی اپنی نازک حالت کو محسوس نہیں کرتا۔ لیکن جب اسے شیر سے کسی طرح کچھ تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ تب وہ اس کی لال لال انگارہ کسی دہکتی ہوئی آنکھوں اور لمبی لمبی گچھے دار دم کو دیکھ کر بھی خوف کھانے اور چیخنے چلانے لگتا ہے۔ اور سب ہنسنا کھیلنا بھول جاتا ہے۔ وہی حال میرا بھی تھا۔ ہائے اس وقت یہ بات میرے خواب و خیال میں بھی نہ گزری تھی۔ کہ ایسا جانکاہ اور افسوسناک واقعہ سرزد ہوگا۔ جو مرنے پر بھی مجھے چین نہ پانے دے گا جیسے کوئی شخص عالم خواب میں دلپسند نظارے دیکھ کر ہنستا اور کھلکھلاتا ہے لیکن جب اس کی آنکھ کھلتی ہے تو ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ بالکل وہی حالت میری بھی ہے اب مجھے نہ کوئی امید ہے نہ آرزو۔ نہ خواہش ہے نہ التجا۔ میرا دل تمام ان محسوسات سے خالی ہو کر صرف رنج و غم اور حسرت و یاس سے بھرا ہے۔ اور صرف یہ ہی جی چاہتا ہے کہ میں دن رات روتا اور آنسو بہاتا رہوں ÷

خاتمہ

میں یوگیش کی یہ دلدوز کہانی سننے میں کچھ ایسا محو تھا۔ کہ جب وہ اپنی رام کہانی ختم کر چکا۔ تو میں نے نہایت حیرت سے باہر صبح صادق کی پھیلتی ہوئی روشنی پر نظر ڈالی۔ میں یہ کہانی سنتے ہوئے سب کچھ بھول گیا تھا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ میں کون ہوں۔ اور کہاں ہوں۔ میں جلدی سے اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ اُسی وقت ایک پہرہ والے نے زور سے دروازہ کھولا۔ اور پھانسی پانے والے بدنصیب یوگیش چندر کو اس کا آخری کھانا دیا۔ گھنٹے بھر کے اندر ہی اندر سب کچھ ختم ہو گیا یوگیش چندر جو ایک جیتا جاگتا انسان تھا مردوں کی ذیل میں شامل ہو گیا۔ اور بیچارہ بدقسمت پھانسی کی رسی میں لٹک کر اپنے پاپ کا پرائشچت کر گیا +

پیارے ناظرین! میں گذشتہ بتیس ۳۲ برس سے جیلخانے میں ملازم ہوں لیکن ایسا افسوسناک واقعہ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ اس روز سے مجھے اپنی ذات اور اپنے عہدہ سے خاص کر کے نفرت پیدا ہو گئی۔ اور میں نے جلد ہی کوشش کر کے پنشن حاصل کر لی۔ امید ہے تپت پاؤں دگرے ہوئے انسانوں کو اُٹھانیوالا، پرماتما غلطی سے گناہ میں پھنسے ہوئے مرحوم یوگیش چندر کی آتما کو شانتی پروان کریں گے +

ایک ملازم جیل

نارائن چتر مالا کے موتی

پہلا موتی۔ نارائن رام چتر۔ جس پر قابل مصنف کو گورنمنٹ پنجاب سے سو روپیہ انعام مل چکا ہے نیز یہ کتاب سکولوں کی لائبریریوں اور طلباء کے انعام کے لئے بھی منظور ہو چکی ہے۔ اس میں آنند کند بھگوان رامچندر جی کا پوتر جیون والمیکی رامائن کے آدھار پر ناول کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلی ایڈیشن ختم ہو چکی ہے دوسری زیر طبع ہے چھپنے سے پہلے پہلے طلب کرنیوالے اصحاب کو محصولڈاک معاف۔ قیمت دو روپیہ فی جلد ضخامت تقریباً ۶۰۰ صفحات ×

دوسرا موتی۔ نارائن کرشن چتر حصہ اول و دوم (مکمل) اس میں آنند کند بھگوان کرشن چندر جی مہاراج کا جیون چتر اسی دلچسپ طریق پر تحریر کیا گیا ہے۔ اس میں بھی رام چتر کی تمام خوبیاں موجود ہیں۔ پہلی ایڈیشن جلد ختم ہونیوالی ہے۔ بہت کم کاپیاں باقی ہیں۔ بہت جلد طلب فرمائیے ورنہ دوسری ایڈیشن کا منتظر رہنا پڑیگا۔ قیمت فی جلد دو روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک ×

تیسرا موتی۔ نارائن دیانند چتر (زیر طبع) اس کتاب میں ہمارے جادو رقم فسانہ نگار مہاشہ نارائن نے زمانہ حال کے سچے ریفارمر آریہ جاتی کو قعر ذلالت سے نکالکر ترقی کا راستہ دکھانے والے ستیہ سناتن ویدک دھرم کے لاثانی پرچارک مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کے جیون چتر کو اپنے عالم پسند پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ جو اصحاب نرائن رام چتر و نرائن کرشن چتر ملاحظہ فرما چکے وہ نارائن دیانند چتر کی خوبیوں کا بھی بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یکم اگست سنہ ء تک درخواست خریداری بھیجنے والے اصحاب کو محصولڈاک معاف۔ قیمت تقریباً دو روپیہ یا کم و بیش۔

چوتھا موتی۔ نارائن رام سوامی چتر (زیر طبع) اس میں سوامی رام تیرتھ جی کا جیون چتر تاریخی پیرایہ نذر کیا جائیگا۔ یہ کتاب بھی از حد دلچسپ ہوگی۔ یکم اگست سنہ ء تک درخواست خریداری کرنے والوں سے محصولڈاک معاف۔ قیمت تقریباً یا کچھ کم و بیش ×

المشتہر۔ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب بیرون لوہاری دروازہ لاہور

صرف سر ورق پرکاش سٹیم پریس لاہور میں بابو راجپال پرنٹر کے اہتمام سے چھپا